عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۹تا۲۵/ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۴تا۲۰/ نومبر۲۰۰۳ء | شمارہ: ۲۵

قیمت: ۷ روپے

رحمتوں کا مہینہ

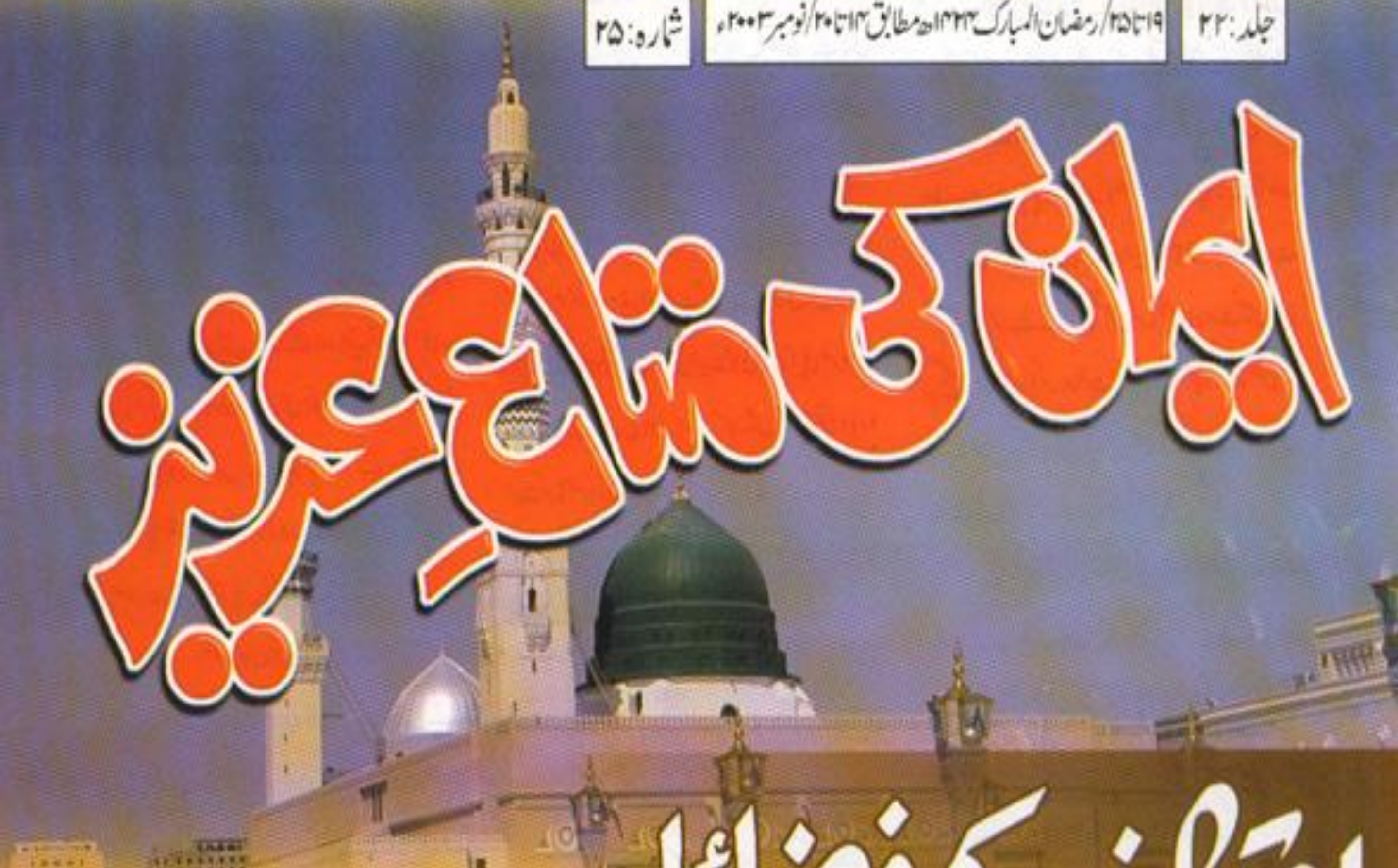

ایمان کی متاعِ عزیز

اعتکاف کے فضائل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

لیلۃ القدر کی برکات

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

تراویح میں مقتدی کا رکوع چھوٹنے کا حکم:

س:...... تراویح میں امام صاحب نے کہا کہ دوسری رکعت میں سجدہ ہے، لیکن دوسری رکعت میں امام نے نہ جانے کس مصلحت کی بنا پر سجدہ کی آیات ...وت کرنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا جبکہ مقتدی ...س طور پر جو کونوں اور پیچھے کی طرف تھے، وہ دوسری ...ت میں سجدہ کی بنا پر سجدہ میں چلے گئے، لیکن جب ...م نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو وہ حیرت اور پریشانی میں ...ڑے ہوئے اور امام اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں گیا تو ...تدی بھی سجدے میں چلے گئے اور بقیہ نماز ادا کی۔ ...نی امام کی نماز تو درست رہی جبکہ مقتدیوں کا رکوع چھوٹ گیا اور انہوں نے سلام امام کے ساتھ ہی پھیرا۔ کیا مقتدیوں کی نماز درست ہوئی؟ اگر نہیں تو اس صورت میں مقتدیوں کو کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... مقتدیوں کو چاہئے تھا کہ وہ اپنا رکوع کرکے امام کے ساتھ سجدے میں شریک ہوجاتے۔ بہرحال رکوع نماز میں فرض ہے، جب وہ چھوٹ گیا تو نماز نہیں ہوئی۔ ان حضرات کو چاہئے کہ اپنی دو رکعتیں قضا کرلیں۔

اعتکاف کے بعض مسائل:

س:...... اب ماہ رمضان کا مہینہ ہے، میں نے اعتکاف میں بیٹھنا ہے آخری دس دن، پوچھنا یہ ہے کہ: (۱) اعتکاف کی نیت کیسی کرنی چاہئے؟ (۲) اعتکاف کتنی قسموں کا ہوتا ہے؟ (۳) اگر اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں چلا جائے اور اگر پاخانہ کی حاجت ہو تو حاجت سے فارغ ہوکر دوبارہ نیت کرنی چاہئے یا نہیں؟

ج:...... (۱) اعتکاف کی نیت یہی ہے کہ اعتکاف کے ارادے سے آدمی مسجد میں داخل ہوجائے، اگر زبان سے بھی کہہ لے کہ مثلاً میں دس دن کے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں تو بہتر ہے، (۲) رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت ہے، باقی دنوں کا اعتکاف نفل ہے اور اگر کچھ دنوں کے اعتکاف کی منت مانی ہو تو ان دنوں کا اعتکاف واجب ہوجاتا ہے پس اعتکاف کی تین قسمیں ہیں واجب، سنت اور نفل (۳) اگر رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اعتکاف کیا ہو تو ایک بار کی نیت کافی ہے، اپنی ضروری حاجات سے فارغ ہوکر جب مسجد میں آئے تو دوبارہ نیت کرنا ضروری نہیں۔

س:...... اعتکاف کے واسطے ہر شخص مسجد میں بیٹھ سکتا ہے یا صرف بزرگ؟

ج:...... اعتکاف ہر مسلمان بیٹھ سکتا ہے، لیکن نیک اور عبادت گزار لوگ اعتکاف کریں تو اعتکاف کا حق زیادہ ادا کریں گے۔

س:...... جس مسجد میں جمعہ ادا نہ کیا جاتا ہو وہاں اعتکاف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... جامع مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے تاکہ جمعہ کے لئے مسجد چھوڑ کر جانا نہ پڑے، اور اگر دوسری مسجد میں اعتکاف کرے تو جامع مسجد اتنی دیر پہلے جائے کہ خطبہ سے پہلے تحیۃ المسجد اور سنتیں پڑھ سکے۔ اور جمعہ سے فارغ ہوکر فوراً اپنی اعتکاف والی مسجد میں آجائے۔ جامع مسجد میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے، لیکن اگر وہاں زیادہ دیر ٹھہر گیا تب بھی اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

س:...... اعتکاف کے دوران گفتگو کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر کی جاسکتی ہے تو گفتگو کی نوعیت بتائیں؟

ج:...... اعتکاف میں دینی گفتگو کی جاسکتی ہے اور بقدر ضرورت دنیوی بھی۔

س:...... دوران اعتکاف تلاوت کلام پاک کے علاوہ سیرت اور فقہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... تمام دینی علوم کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

س:...... حالت اعتکاف میں جس مخصوص کونہ میں پردہ لگاکر بیٹھا جاتا ہے کیا دن کو یا رات کو وہاں سے نکل کر مسجد کے کسی پنکھے کے نیچے سوسکتا ہے یا نہیں؟ معتکف کسے کہتے ہیں؟ اس مخصوص کونہ کو جس میں بیٹھا جاتا ہے یا پوری مسجد کو معتکف کہا جاتا ہے؟ اور بعض علماء سے سنا ہے کہ دوران اعتکاف بلاضرورت گرمی دور کرنے کے لئے غسل کرنا بھی درست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر بحالت ضرورت مسجد سے نکل کر جائے اور کسی شخص سے باتوں میں لگ جائے تو کیا ایسی حالت میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

ج:...... مسجد کی خاص جگہ جو اعتکاف کے لئے تجویز کی گئی ہو اس میں مقید رہنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ پوری مسجد میں جہاں چاہے دن کو یا رات کو بیٹھ سکتا ہے اور سوسکتا ہے، ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کی نیت سے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اس کی گنجائش ہے کہ کبھی استنجاء وغیرہ کے تقاضے سے باہر جائے تو وضو کے بجائے دو چار لوٹے پانی کے بدن پر ڈال لے، معتکف کو ضروری تقاضوں کے علاوہ مسجد سے باہر نہیں ٹھہرنا چاہئے، بغیر ضرورت کے اگر گھڑی بھر بھی باہر رہا تو امام صاحبؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا، حضرت امامؒ کے قول میں احتیاط ہے اور صاحبینؒ کے قول میں وسعت اور گنجائش ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

جلد:۲۲ شمارہ:۲۵ ۱۹تا۲۵/ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۴تا۲۰/نومبر ۲۰۰۳ء

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
ایمان کی متاعِ عزیز (مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)	6
اعتکاف کے فضائل (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	8
حضرت علی کرم اللہ وجہہ (ابو شفقت قریشی سہام)	15
امریکہ میں اسلام کی مقبولیت (عبدالوارث ساجد)	17
رحمتوں کا مہینہ (مولانا محمد اسماعیل عارفی)	19
لیلۃ القدر کی برکات (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)	22
حضرت مولانا امام الدین قریشیؒ کا وصال	26

زرِ تعاون بیرونِ ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرِ تعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کیجئے

بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس وقت قادیانی ایجنٹ لوگوں کو یورپ بھجوانے کے بہانے ان سے پانچ سے دس لاکھ روپے اینٹھ رہے ہیں جبکہ یورپ بھجوانے کے لئے یہ ایجنٹ ان حضرات کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں اور اس حوالے سے ان کا نیا شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات بنواتے ہیں جس سے بعدازاں قادیانی اپنی تعداد میں اضافے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ پاکستان میں یہ واقعات نئے نہیں۔ اس سے قبل عیسائیوں اور توہین رسالت کے بعض ملزمان کی یورپ روانگی اور اس سلسلے میں این جی اوز کے بھیانک کردار کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

قادیانی' عیسائی' یہودی اور این جی اوز ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کے نام مختلف ہیں لیکن ان کا کام ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کی کوشش کرنا۔ ان تمام گروہوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ان کا طریقہ واردات ایک دوسرے سے ملتا جلتا دکھائی دیتا ہے۔ روپے پیسے کا لالچ دینا' بیرون ملک بھجوانے کا جھانسہ دینا' نوکری اور چھوکری کا لالچ دینا اور اس کے بدلے ایمان کا سودا کرنے کی ترغیب دینا ان کا بنیادی طریقہ کار ہے۔ اگر مسلمان غور کریں تو انہی حربوں کے ذریعہ ان پر ان گروہوں کا باطل ہونا کھل جائے گا۔

دنیا میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے جنہوں نے مخلوق خدا کو اللہ کی وحدانیت اور دین حق اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ کسی بھی نبی نے کسی شخص کو یہ دعوت نہیں دی کہ اگر وہ ایمان لے آئے تو اسے اتنی رقم دی جائے گی یا بیرون ملک بھجوا دیا جائے گا یا نوکری مہیا کی جائے گی یا نعوذ باللہ عورت فراہم کی جائے بلکہ اس قسم کی لغویات کا تصور تک ان کے یہاں نہیں پایا جاتا تھا۔ کسی نبی نے بیرون ملک بھجوانے کا جھانسہ دے کر لوگوں کو جبری طور پر اپنا پیروکار نہیں بنایا اور نہ لوگوں سے اس بہانے پیسے بٹورے۔ اس کے بالمقابل انبیائے کرام علیہم السلام پاکیزہ تعلیمات کے حامل ہوتے تھے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی جانب سے اپنے پیروکاروں کو دشمنوں کے مظالم پر صبر وتحمل کی تلقین اور ایمان کی خاطر مشقتیں برداشت کرنے پر اجر کا وعدہ کیا جاتا تھا اور ان کے پیروکار مشقتیں برداشت کرتے رہے حتی کہ ایمان کی خاطر جان تک قربان کر دینے کے واقعات ملتے ہیں۔ اس کے برعکس فرعون' نمرود' شداد' ہامان' ابوجہل' ابولہب' اور دیگر ملعونوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے۔ آپ کو اس میں قادیانیوں' عیسائیوں اور این جی اوز کا طریقہ واردات کھلے طور پر نظر آئے گا اور وہ اسی طرح زن' زر' زمین کا لالچ دیتے دکھائی دیں گے جس طرح آج قادیانی' عیسائی اور این جی اوز دے رہے ہیں۔ یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ قادیانی' عیسائی اور این جی اوز فرعون' نمرود' ہامان' ابوجہل اور ابولہب کی روش پر چل رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کو دور حاضر میں انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے پیروکار ہونے کی بنا پر اسی قسم کی مشکلات اور تکالیف پیش آرہی ہیں جیسی انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے پیروکاروں کو ہمیشہ سے پیش آتی رہی ہیں۔ یہ مسلمانوں کے دین حق اور صراط مستقیم پر قائم ہونے اور قادیانیوں' عیسائیوں وغیرہ کے باطل پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ الحمدللہ! مسلمانوں نے کسی موقع پر کسی کو جبری طور پر مسلمان نہیں بنایا بلکہ خود اسلام میں اللہ نے وہ کشش رکھ دی ہے کہ قادیانی' عیسائی' یہودی' ہندو اور دیگر مذاہب کے پیروکار جوق در جوق اسلام قبول کر رہے ہیں اور خود اپنے سابقہ مذاہب کی برائیاں بیان کر رہے ہیں۔

ہم اس موقع پر مسلمانوں سے یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ اپنی اولاد پر نظر رکھیں کہ کہیں وہ بیرون ملک جانے کے چکر میں پڑ کر کسی قادیانی کے ہاتھوں اپنی

متاع ایمان ہی سے محروم نہ ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان قزاقوں کا قلع قمع کرنے اور مسلمانوں کو قادیانی بنا کر بیرون ملک بھیجنے والے ان سارقین ایمان کے خلاف عملی جہاد میں شرکت کیجئے اور اس قسم کے گروہوں کی اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کا فریضہ انجام دیجئے۔ قیامت کے دن آپ کا یہ عمل انشاء اللہ آپ کے لئے باعث نجات ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

حضرت مولانا امام الدین قریشی رحلت فرماگئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا امام الدین قریشی ۲؍رمضان المبارک کو بہاولپور کے وکٹوریہ ہسپتال میں رحلت فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ مولانا مرحوم کو ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ مولانا مرحوم جماعت کے پرانے مبلغین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے بیس سال کے لگ بھگ عرصہ جماعت میں گزارا۔ مولانا مرحوم ایک انتہائی اچھے مقرر تھے۔ آپ نے جماعت کے لئے مثالی خدمات انجام دیں۔ مولانا مرحوم اپنے ساتھیوں میں بہت مقبول تھے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف آپ نے مظفر گڑھ، لیہ اور ڈیرہ غازی خان میں خوب کام کیا۔ مولانا مرحوم شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ وفات سے قبل علالت کا سلسلہ بھی چلتا رہتا تھا۔ لیکن وہ آخر دم تک جماعتی کاموں کی انجام دہی کے لئے کوشاں رہے حتیٰ کہ آپ کی وفات بھی ایک جماعتی کام کی انجام دہی کے سلسلے میں بہاولپور تشریف آوری کے دوران ہوئی۔ مولانا مرحوم کا نام امسال حج کے لئے ہونے والی قرعہ اندازی میں نکل آیا تھا لیکن اللہ کی قدرت کہ وہ بیت اللہ جانے کے بجائے اللہ ہی کے پاس چلے گئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ، نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ العالی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا بشیر احمد، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت تمام جماعتی زعماء و کارکنان کی جانب سے ہم مولانا مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، انہیں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرمائے، ان کی جماعتی خدمات کو قبول فرمائے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مولانا مرحوم پر تفصیلی مضمون اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی بذریعہ منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ایمان کی متاعِ عزیز

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس و شعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ پیارا ہے اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے اس کی صحت سے اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے ایمان زیادہ قیمتی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں اور جب بھی پڑھتا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی لیکن مجھے اندیشہ بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے۔ اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن بے شک ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا جہاں ہمارا نہیں جا سکتا۔ لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۂ کہف میں آخر یہ قصہ کیوں بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچے کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لئے خطرہ بنتا۔ تو میں نے اس لئے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا۔

آج کہیں پوری دنیائے اسلام میں بڑی سے بڑی آزاد حکومت اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کر سکتی آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں اور جان لینا تو جان لینا ہے کوئی اور اتنی بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جا سکتی اور یہاں سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لئے اس قصہ کو سورۂ کہف میں داخل کر کے اسے زندہ جاوید کیوں بنا دیا؟ کہ یہ قیامت تک پڑھا جائے گا تو اس نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے۔ اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہو سکتا اور شرعی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورۂ کہف میں بیان فرما رہا ہے۔ اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیائے اللہ کا ہوگا) فعل بتایا جا رہا ہے آخر اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لئے حضرت خضر علیہ السلام (نے جو بڑے فقیہ بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عند اللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچہ کی جان لے لی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرا دیا تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لئے جو چیز خطرہ بننے والی ہے اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہئے چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے۔ قرآن کریم کا یہ اعجاز اور سلطانی نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام ایک بستی میں گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہئے اور زبان قال سے بھی جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے لیکن پوری بستی میں کسی نے خبر نہیں لی اور کھانا پیش نہیں کیا اور وہ بھوکے رہے مگر دیوار جو گر رہی تھی حضرت خضر

علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے؟ حیرت کی بات ہے کہ وہ کہاں سے مسالا لائے اور کتنی محنت کی ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: عجیب تضاد ہے' جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی' ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا' ان کا کہاں سے یہ حق تھا؟ اور کیا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے' پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے' آپ نے اس دیوار کو سنبھال دیا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی' جن کا باپ نیک تھا' یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا وہ کھل جاتا' سامنے آجاتا اور لوگ لوٹ کرلے جاتے' اور ان کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا' ایک طرف جان لی ایمان کے خطرے سے اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے یعنی وہ خود بھی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے' معلوم نہیں اس کے انتقال کو کتنا زمانہ ہوگیا تھا' لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا اور اس کو کھڑا کیا اور ٹھیک کردیا اور وہ خزانہ دبا رہا۔ یہ دونوں واقعات اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورہ میں اوپر نیچے بیان کئے تا کہ آپ کو ایمان اور کفر کا فرق معلوم ہو' ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا' اس کو ختم کردیا' اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا' ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا' ابھی وہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے' اور وہ دو یتیم بچے تھے ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا اور نیک تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدردانی میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھالی لی۔

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے' اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے اس کو اس طرح ختم کردے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے' جو گر رہی تھی' ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کردے' اس کو مضبوط بنائے' مستحکم کرے' مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کرلیا کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے تو پھر علاج معالجہ کپڑے بنانے' اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانے' ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے۔ ان کے علاج معالجہ' کپڑے بنانے' انہیں دعائیں دینے اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے' اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے' آخری بات میری طرف سے یاد رکھیے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! اپنی جانوں کو
اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ
سے بچاؤ۔"

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچاسکو گے؟ ایمان کے ذریعہ سے بچاسکو گے' سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا اور اسے ان جھگڑوں' ناکوں' اور ان ٹھکانوں سے بچانا' یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا' جہاں ایمان کا خطرہ ہو اور اس کا بدل مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے' اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے' تو تعلیم ضروری ہونی چاہئے' لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ ایمان خطرے میں پڑ جائے' (اور اگر خدانخواستہ ایمان ہی خطرے میں پڑ جائے تو) پھر چاہے آدمی آسمان پر اڑے' اور دریا پر چلے اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھنے' اس کو دنیا کی ہر چیز' ہر دولت' ہر نعمت' ہر لذت پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں اور ہم پوری امت مسلمہ کے ایمان پر قائم رہنے کی فکر کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی' عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے' دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں اپنی جگہ پر رہیں' اس کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ کو اپنے تمام تشخصات کے ساتھ' اپنے تمام امتیازات کے ساتھ' سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ' حمیت دینی اور حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی دینے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے' اور یورپ و امریکہ تک اسلام کا پیغام پہنچانے' مسلمان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

اعتکاف کے فضائل

درج ذیل مضمون حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہٗ کی ایک تقریر ہے جو آپؒ نے اعتکاف کے موضوع پر جامع مسجد فلاح میں معتکفین سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اعتکاف کی نیت سے اپنے گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ اس کا بڑا انعام عظیم ہے۔ آپ حضرات دور و نزدیک سے تشریف لائے ہیں اور یہ آنا محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور اس کے پاک گھر میں جمع ہونے کے جو فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں' ان فضائل کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ہم سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔

ایک دن ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ) فرمانے لگے کہ بھئی! مولانا رومیؒ کا ایک شعر ہے:

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: "تھوڑے سے وقت کے لئے کسی اللہ کے مقبول بندے کے پاس بیٹھ جانا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔"

یہ شعر پڑھ کر حضرتؒ فرمانے لگے کہ تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آئے ہو' محض اللہ تعالیٰ کے لئے میرے پاس جمع ہوئے ہو' اس وقت تم سب کے سب اولیاء ہو' اور میں تمہاری صحبت میں بیٹھا ہوں۔ اللہ اکبر! بہت اچھی بات فرمائی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے۔ بھائی! کوئی کسی دشمن کے گھر تو نہیں جایا کرتا' دوست کے گھر جایا کرتا ہے۔ آپ حضرات اللہ کے گھر میں حاضر ہوئے ہیں تو محض اللہ تعالیٰ کی دوستی کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں' اس لئے اس وقت آپ لوگ ولی اللہ ہیں' اللہ کے دوست ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں کے ساتھ ملحق فرمادے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

اعتکاف کی فضیلت:

یہ اعتکاف کی عبادت بہت اونچی عبادت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اور جب ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کا ٹھکانا بتلایا' بیت اللہ کی جگہ بتلائی (تو ہم نے ان کو چند حکم دیئے' ایک تو یہ) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا' (یہ سنایا مکہ کے مشرکین کو کہ انہوں نے اللہ کے گھر کو بت پرستی کا اڈہ بنا رکھا تھا) اور (ایک حکم ہم نے یہ دیا کہ) میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور (نماز میں) قیام کرنے والوں کے لئے' اور رکوع' سجدہ کرنے والوں کے لئے (تمام ظاہری اور معنوی نجاستوں سے) پاک رکھئے۔"

یہ طواف تو مخصوص ہے بیت اللہ شریف کے لئے' جہاں تک اعتکاف کا تعلق ہے' یہ تمام مساجد میں ہوتا ہے۔ کعبہ والی مسجد جو کعبہ کے ارد گرد ہے اور جس کو مسجد حرام کہتے ہیں' اس میں اعتکاف کرنا سب سے افضل ہے' دوسرے نمبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں' تیسرے نمبر پر بیت المقدس کی مسجد میں' اور اس کے بعد تمام مساجد برابر ہیں' البتہ جس مسجد میں نماز پنج گانہ ہوتی ہو' اس میں اعتکاف افضل ہے اور پھر ترجیح کی وجوہ اور بھی ہوسکتی ہیں' کسی مسجد میں وعظ اور درس ہوتا ہے' اصلاح وارشاد کا سلسلہ جاری ہے' وہاں اس نیت سے کہ ہمیں فائدہ پہنچے گا' اعتکاف کرنا افضل ہوگا۔

اعتکاف کی قسمیں:

اعتکاف ایک تو مسنون ہے' اور وہ ہے آخری عشرے کا اعتکاف (رمضان المبارک کے آخری دس دن کا اعتکاف) یہ مسنون ہے بطور سنت مؤکدہ علی الکفایہ' یعنی سنت مؤکدہ ہے بطور کفایہ کے' جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی

محلے میں کا اعتکاف بیٹھ جائے تو مسجد کا حق ادا ہو جائے گا' اور محلے والے ترک اعتکاف کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوں گے' لیکن اگر وہاں پر کوئی شخص بھی اعتکاف نہیں بیٹھا تو پورا محلہ مسجد کی حق تلفی کرنے والا شمار ہوگا۔ بہت سے دیہات ایسے ہیں جن میں مسجد اعتکاف سے محروم رہتی ہے' بلکہ بہت سے قصبات ایسے ہیں کہ وہاں بعض مساجد میں کوئی بھی اعتکاف میں بیٹھنے والا نہیں۔ میں نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا کہ کسی ایسے جاہل آدمی کو پکڑ کر اعتکاف میں بٹھا دیتے تھے جو کچھ بھی نہیں جانتا اور اس کو کہتے تھے کہ میاں تمہاری روٹی پانی کا انتظام ہم کر دیں گے' تم مسجد میں اعتکاف بیٹھ جاؤ۔ وہ غریب سمجھتا تھا کہ مجھے دس دن کے لئے قید کر رہے ہیں' لیکن یوں سوچ کر کہ روٹی ملے گی' اعتکاف میں بیٹھ جاتا تھا۔

بہر حال رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف تو مسنون ہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد حتی الوسع کبھی بھی اس میں ناغہ نہیں فرمایا' ایک سال کسی عذر کی وجہ سے ناغہ ہو گیا تھا تو دوسرے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا' گویا گزشتہ سال کے دس دن کی قضا بھی کی' اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے علاوہ دوسرا اعتکاف مستحب ہے' اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب بھی آپ مسجد میں قدم رکھیں تو اعتکاف کی نیت کر لیں کہ میں جب تک اس مسجد میں رہوں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں' اور اگر کوئی شخص منت مان لے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اتنے دن کا اعتکاف کروں گا تو کام ہو جانے کی صورت میں اتنے دنوں کا اعتکاف اس کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے' اور یہ اعتکاف واجب کہلاتا ہے۔

یہ تو میں نے اعتکاف کا مسئلہ بیان کیا۔ ہمارے شیخ (حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ "فضائل رمضان" میں اعتکاف کی فضیلت میں یہ حدیث نقل کی ہے' اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے' آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں' کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں' کیونکہ فلاں کا مجھ پر حق (قرض) ہے' اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ) اس قبر والے کی عزت کی قسم! میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں؟ اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے' اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں' بلکہ میں نے اس قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے' اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گزرا' یہ الفاظ کہتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ: جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں جائے اور کوشش کرے' یہ اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے' اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ بنا دیتے ہیں جن کی چوڑائی آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔"

اعتکاف کے لئے اخلاص شرط ہے:

اور جب ایک دن کے نفل اعتکاف کا ثواب یہ ہے تو رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کا کتنا ثواب ہوگا؟ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم کیا اندازہ کریں گے' اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہمارے قیاس اور اندازہ سے باہر ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو' کوئی اور مقصد درمیان میں نہ ہو' اور یہ نیت کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے' اگر پہلے اس نیت کا استحضار نہیں تھا تو اب کر لو' بہت آسان ہے۔ بھئی نیت تو اپنے قبضے کی چیز ہے' اگر کسی شخص کی نیت میں کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی' تو اس ملاوٹ کو ہٹا دے' اور اب نیت کر لے کہ یا اللہ! میں نے صرف آپ کی رضا کے لئے یہ کام کیا ہے اور کر رہا ہوں' اگر اس میں میرے نفس کی کوئی شرارت شامل ہے' اگر اس میں کوئی دنیاوی مفاد شامل ہے' اگر اس میں کوئی عزت و جاہ کا مسئلہ شامل ہے تو یا اللہ! میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں' بس نیت صحیح ہو گئی۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیا جائے کہ میں

یہاں آپ کے گھر میں بس آپ کی رضا کے لئے بیٹھنا چاہتا ہوں اور بیٹھا ہوں' اس میں میری اور کوئی غرض شامل نہیں' اگر کوئی اور غرض شامل ہو تو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک تو یہ شرط ہوئی۔

مسجد کا ادب بجالایا جائے:

اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ کے گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ کا گھر سمجھتے ہوئے اور اس کی عظمت کا حق بجالاتے ہوئے' عام حالات میں بھی مسجد کے اندر شور و شغب یا ہلڑ بازی جیسی کوئی چیز' جو وقار کے خلاف ہو' نہیں کرنی چاہئے۔

مسجد کے بارے میں بار بار ہم ایک ہی لفظ بول رہے ہیں "اللہ کا گھر" اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسجد واقعی اللہ کا گھر ہے' اللہ کی بارگاہ عالی ہے اور کسی معمولی حاکم کے دربار میں جاکے بھی آپ نہ بلند آواز سے باتیں کریں گے' نہ وہاں چیخیں گے' نہ وہاں کوئی بات وقار کے خلاف کریں گے' بلکہ جتنی دیر آپ وہاں اس کی بارگاہ میں رہیں گے' اپنی وسعت کی حد تک نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ رہیں گے' اسی طرح جب مساجد میں آؤ تو نہایت تقویٰ کے ساتھ آؤ اور سکون و وقار کے ساتھ رہو' قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور جو شخص کہ تعظیم کرے شعائر اللہ کی تو یہ بات ہے دلوں کے تقویٰ کی وجہ سے۔"

جس قدر دل میں تقویٰ ہوگا' اسی قدر اللہ کی نشانیاں' اللہ کے شعائر' جن میں مسجد سب سے پہلے شامل ہے' ان کا ادب ہوگا اور جتنا ادب ہوگا اتنا دل میں تقویٰ آئے گا۔ ایک صاحب مکہ مکرمہ میں میرے ساتھ تراویح کی نماز میں کھڑے تھے' وہ کبھی ایک طرف جھک جاتے' کبھی دوسری طرف' ان صاحب نے میرا کندھا تھکا دیا' اور ہاتھ کو کبھی کہیں لے جاتے اور کبھی کہیں لے جاتے (ہم میں سے اکثر کا یہی حال ہے)۔

دل میں خشوع ہو تو اعضاء میں بھی خشوع ہوگا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز پڑھتے ہوئے اسی طرح اس کے ہاتھ چل رہے تھے' کبھی ادھر کبھی ادھر' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں' اس کے قلب میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی اس کے اثرات ہوتے۔ آپ کتنے ادب' کتنے سکون اور کتنے وقار کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں؟ اسی سے اندازہ ہوگا کہ آپ کے دل میں کتنا خشوع ہے اور کتنا تقویٰ ہے۔

ہم سب فقیر ہیں:

دوسری بات یہ کہ فارسی کی ضرب المثل ہے:

"سلامے روستائے بے غرض نیست"

اگر دیہاتی بدو کسی کو سلام کرتا ہے تو یہ سلام بھی بے غرض نہیں ہوتا' اس میں بھی کوئی مطلب پوشیدہ ہوتا ہے' بھئی ہمارے تو سارے کام غرض کے لئے ہیں' ساری عبادتیں غرض کے لئے ہیں' اور ہم ہیں فقیر' فقیر کا کام مانگنا ہے' اور یہ کوئی عار کی بات نہیں ہے۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

تو فقیر کا تواضع کرنا درحقیقت تواضع کی بات نہیں ہے' اور ہم سب کے سب حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی کے فقیر ہیں' کوئی بڑا ہو یا چھوٹا' عالم ہو یا جاہل' کوئی نیک ہو یا بد' کوئی نبی ہو یا ولی' سارے کے سارے اس کی بارگاہ عالی میں ناک رگڑ رہے ہیں' سب فقیر ہیں' سب منگتے ہیں' سب بھکاری ہیں' ایک وہ داتا ہے' باقی سب فقیر ہیں' قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اے لوگو! تم سب فقیر ہو اللہ کی طرف اور اللہ غنی اور حمید ہے۔"

تم لوگ کھانے کے محتاج ہو' پینے کے محتاج ہو' بیوی کے محتاج ہو' بچے کے محتاج ہو' گھر کے محتاج ہو' کپڑوں کے محتاج ہو' الغرض ہر چیز کے محتاج ہو' ایک ایک چیز کے محتاج ہو' کوئی حد ہے تمہاری محتاجی کی؟ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ضروریات تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہیں' اور اللہ تعالیٰ تمہاری بے شمار حاجتیں پوری فرماتے ہیں' لیکن اس کے باوجود تم محتاج کے محتاج ہی رہے۔ سیٹھ جی کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے' مگر رہے کنگال کے کنگال۔ کیونکہ یہ اپنی ذات ہی سے محتاج ہے' اندر سے فقیر ہے' یہ غنی ہو ہی نہیں سکتا' اس کا پیٹ کبھی نہیں بھر سکتا۔

عوام کے درمیان اور اللہ والوں کے درمیان فرق:

البتہ اللہ والوں کے درمیان اور دوسروں کے درمیان یہ فرق ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کے محتاج بنتے ہیں اور اپنی تمام حاجتیں بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں' اور جو لوگ اللہ سے کٹ جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے در پر جاتے ہیں' وہ مخلوق سے مانگتے ہیں جو بے چارے خود فقیر ہیں۔ ایک فقیر نے چند ٹکڑے جمع کئے بھیک مانگ کر اور دوسرا فقیر اس سے مانگ رہا ہے۔ یہ تو اس سے بھی زیادہ رذیل ہے اس سے کہا جائے کہ بھئی! بھکاری سے مانگتے ہو؟ کچھ شرم تو کرو' اس غریب نے تو اپنا کشکول خود مانگ مانگ کر بھرا ہے' کوئی ٹکڑا ادھر سے لیا' کوئی ٹکڑا ادھر سے' کسی نے کچھ دیا کسی نے کچھ' اس غریب کے پاس جو بھیک کا سامان تھوڑا بہت آیا تو وہ اس سے مانگتا

ہے؟ بڑے شرم کی بات ہے' تو اللہ تعالیٰ کے سوا سب فقیر ہیں' ان سے مانگتے ہو؟ اللہ تعالیٰ سے مانگو' پرانے زمانے میں مولانا خرم علی مرحوم کی ایک نظم بہت چلا کرتی تھی' میں نے بچپن میں اپنے استاد سے سنی تھی' پہلے تو یاد تھی مگر اب تو صرف ایک دو شعر یادرہ ہے کہ:

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

ہم نے بچپن میں ایک لطیفہ سنا تھا کہ کوئی بادشاہ جارہا تھا' اس کو ایک عورت مل گئی جو بے چاری بھیک مانگ رہی تھی' لیکن حسین وجمیل ایسی جیسے چاند کا ٹکڑا' رشک حور' رشک پری' بادشاہ کی اس پر نظر پڑی تو عاشق ہوگیا' اور دل میں ٹھان لی کہ اس کو ملکہ بنایا جائے' بادشاہ نے اس سے کہا کہ تم اس گداگری کی وجہ سے کیسی ذلت میں مبتلا ہو' در در کی بھیک مانگتی ہو' کیا بہتر نہیں ہوگا کہ میں تمہیں لے جاؤں اور تم سے نکاح کرلوں اور تمہیں شاہی محلات کی رانی بنادوں؟ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے' وہ بادشاہ کے ساتھ چلی گئی۔ اب بہترین پوشاکیں' بہترین کھانے اور ہر قسم کی عیش اسے میسر تھی' جو کچھ بھی بادشاہوں کے پاس ہوتا ہے' سب اسے حاصل تھا' کس چیز کی کمی تھی؟ بادشاہ نے کچھ عرصہ کے بعد پوچھا کہ بتاؤ یہ حالت اچھی ہے یا وہ حالت اچھی تھی؟ کہنے لگی اس حالت میں مزہ نہیں آرہا' وہ جو قسم قسم کے کھانے ملتے تھے یہاں وہ مزہ نہیں' وہ ذائقہ نہیں ملتا۔ بادشاہ نے کہا کہ اللہ رب العزت نے اس کو شاہی محلات تو دے دیئے مگر طبیعت کی رذالت نہیں گئی' اپنی طبعی رذالت کی وجہ سے شاہی محلات میں آکر بھی رذیل کی رذیل ہی رہی۔ تو میں عرض کررہا ہوں کہ بھئی! تم کتنے ہی بڑے بن جاؤ' اونچے چلے جاؤ' علم وفضل کی لائن میں' دنیاوی وجاہت کی لائن میں' کسی بھی لائن میں اونچے سے اونچے چلے جاؤ' تمہارے اندر کا فقر' محتاجی اور ذلت ورذالت تو تم سے جدا ہونے کی نہیں' کیونکہ وہ تمہاری اصل ہے' اور تم اصل کے اعتبار سے ایسے ہی رہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو' اپنی اصل کے اعتبار سے تم فقیر ہو' بھکاری ہو۔

نظر جتنی بلند ہو مقصد اتنا ہی اونچا ہوگا:

باقی ایک بات ضرور ہے کہ جس قدر آدمی کی نظر اونچی ہوجاتی ہے اسی قدر اس کا مقصد اور اس کی غرض بھی بلند ہوجاتی ہے' آدمی اپنی غرض سے تو کبھی جدا ہو ہی نہیں سکتا' ہاں! کسی کی غرض گھٹیا ہوگی' کسی کی اونچی' بقول مولانا رومی تم بچے کے ہاتھ سے سو روپے کا نوٹ صرف ٹافی کے بدلے لے سکتے ہو' اگر بچے کے ہاتھ میں ایک قیمتی ہیرا ہو تم اس کو ایک ٹافی دو' اس کے بدلے میں وہ تمہیں بڑی آسانی سے ہیرا دے دے گا' کیونکہ اس کی نظر پست ہے' گھٹیا ہے' بس ٹافی تک محدود ہے' ہم لوگ دنیادار ہیں جن کے سامنے دنیا بھی ہوئی ہے اور ہمیں اپنے عشوۂ ناز سے لبھا رہی ہے' اپنے جلوے دکھا رہی ہے' ہم اس پر ریجھ رہے ہیں' یا اپنی غرض دنیا سے وابستہ کررہے ہیں' یہ وہ ٹافیاں ہیں جو شیطان نے ہم کو دے رکھی ہیں اور ان ٹافیوں کے بدلے وہ ہم سے ایمان کا ہیرا اڑا لیتا ہے۔

شیطان کے بہکانے کا سامان:

تفسیروں میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مردود کیا تو شیطان نے کہا کہ میں انسان کو گمراہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شوق سے کر' کہنے لگا کہ پھر ان کو بہکانے کے لئے مجھے سامان بھی تو دیا جائے' ایسا تو نہیں کہ کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دو' اور کہو کہ شاباش! اب تیر کر دکھاؤ' یہ تو کوئی بات نہ ہوئی' مجھے آپ نے لوگوں کو گمراہ کرنے پر لگایا ہے تو اس کا کچھ سامان بھی دیجئے۔ فرمایا: ایک تو تجھے جال دیتا ہوں شکار کرنے کے لئے' اور وہ عورت ہے' ایک تجھے نشہ دیتا ہوں لوگوں کو مسحور کرنے کے لئے اور یہ شراب ہے اور ایک تجھے نغمہ دیتا ہوں لوگوں کو اس جال میں پھانسنے کے لئے اور یہ گانے ہیں' اور شیطان ان چیزوں کو لے کر خوش ہوگیا اور کہنے لگا کہ اب کسی کو جانے نہیں دوں گا' کسی نہ کسی جال میں پھنسا کے چھوڑوں گا۔

دنیا کے نابالغ:

تو کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کا مقصد دنیا ہے' ان کی نظر میں دنیا ہی بڑی چیز ہے' جیسے بچے کی نظر میں ٹافی ہیرے سے زیادہ مرغوب ہے' ہیرا اس کی نظر میں بے وقعت ہے' کیونکہ وہ اس کی قدروقیمت سے ناواقف ہے' وہ اس کی قیمت نہیں جانتا۔ اسی طرح عام لوگ جن کی چشم بصیرت بالغ نہیں ہوئی' جن کی عقل سلیم بالغ نہیں ہوئی اور جن کو ایمانی بصیرت اور وحی کی روشنی میسر نہیں وہ دنیا کی مٹھائی پر ریجھ گئے۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے دنیا کی غرض کو چھوڑ کر آخرت کی غرض کو اپنالیا۔ کیونکہ ان کی نظر میں یہ دنیا بے وقعت تھی بہ مقابلہ آخرت کی نعمتوں کے۔ یہ حضرات ان دنیاداروں سے بلند نظر نکلے' یہاں کی جتنی چیزیں ہیں یہ ان کے نزدیک مقصود نہیں بلکہ سامان زیست ہے' مقصود ان سے بالاتر ہے اور وہ ہے آخرت' جنت اور رضائے الٰہی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بلند نظری:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب امیرالمومنین

بنے اور خلافت کے منصب پر پہنچے تو ان کی کیفیت یکسر بدل گئی' چہرے کا رنگ بدل گیا' ناز و نعمت کی زندگی بدل گئی' کسی نے کہا کہ امیر المومنین! آپ خلیفہ بننے سے پہلے بہت خوش پوش تھے' بہترین لباس پہنتے تھے' خلیفہ بن جانے کے بعد کیا ہو گیا کہ یکسر حالت بدل گئی؟ ان دونوں حالتوں کا فرق صرف ایک مثال سے واضح ہو جائے گا۔ ان کے خادم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ بازار سے چادر خرید لاؤ (یہ ان کی خلافت کے زمانے کا قصہ ہے)۔ میں لے آیا' پوچھا کہ کتنے کی لائے ہو؟ میں نے کہا کہ پانچ درہم کی۔ ناراض ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اتنے پیسے برباد کرنے تھے؟ اتنی مہنگی چادر خرید کر لائے ہو؟ پانچ درہم کی چادر لائے ہو؟ وہ بگڑ رہے تھے اور میں ہنس رہا تھا۔ جب وہ خوب بگڑ چکے اور مجھ پر اظہار ناراضی کر چکے' اور میں خوب ہنس چکا تو کہنے لگے کہ ہنستا کیوں ہے؟ ایک تو کام خراب کر کے آیا' اوپر سے ہنستا بھی ہے' میں کہا کہ حضور! مجھے ایک قصہ یاد آ گیا' جن دنوں آپ مدینہ کے گورنر ہوتے تھے آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ کوئی چادر لاؤ' میں بازار گیا اور ایک نفیس ترین شال لایا' اس کی قیمت تھی پانچ سو درہم' حضور نے پوچھا کہ کتنی قیمت ہے؟ میں کہا کہ پانچ سو درہم ہے۔ ہاتھ میں لے کر کہنے لگے کہ اتنی نکمی اور ایسی کھردری لائی تھی' تمہیں کوئی اچھی چادر نہیں ملی' ایسی گھٹیا چادر اٹھا لائے؟ میں یوں ہنستا ہوں کہ ایک وہ وقت تھا کہ پانچ سو درہم کی شال آپ کو کھردری لگ رہی تھی اور اس کو گھٹیا فرما رہے تھے' اور ایک آج یہ وقت ہے کہ پانچ درہم کی معمولی سی چادر لایا ہوں' یہ آپ کو بہت مہنگی لگ رہی ہے' یہ ایک مثال ہے کہ خلافت کے بعد ان کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا تھا' خلافت سے پہلے ایسا نفیس لباس پہنتے تھے کہ پورے مدینہ میں ایسا بہترین لباس کسی کے پاس نہیں ہوتا تھا' اور ایسی بانکی چال چلتے تھے کہ دوشیزائیں (کنواری لڑکیاں) اس چال کی نقل اتارنے کی کوشش کرتی تھیں۔ وہ عمری چال کہلاتی تھی۔ یا تو خلافت سے پہلے ناز و نعمت کا یہ عالم' یا خلافت کے بعد یہ تقشف۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک اور واقعہ:

ایک دن جمعہ کا خطبہ دینے دیر سے پہنچے پہنچے میں ذرا دیر ہو گئی' منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں آپ حضرات سے معافی چاہتا ہوں' میرے پاس ایک ہی کرتا ہے جو صبح دھویا تھا' اور اس کے سوکھنے میں دیر ہو گئی۔ مسلمانوں کا امیر المومنین جس کی سلطنت چین سے لے کر افریقہ تک تھی' وہ مسلمانوں سے معافی مانگ رہا ہے کہ ذرا کپڑے کے سوکھنے میں دیر ہو گئی تھی' میرے پاس اس کا کوئی متبادل کپڑا نہیں تھا جس کو پہن کر آ جاتا۔ کسی نے پوچھا کہ خلافت کے بعد آپ کو کیا ہو گیا؟ گورنر پہلے بھی رہے' شاہی خاندان میں پلے پوسے' مگر خلافت سے پہلے وہ ناز و نعمت' اور خلافت کے بعد یہ تقشف اور دنیا کی لذتوں سے بے زاری؟ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میرا نفس اللہ تعالیٰ نے ایسا بنادیا ہے کہ یہ کبھی چھوٹی چیز پر راضی نہیں ہوا' جب بھی مجھے کوئی مرتبہ اور کوئی منصب ملا' میرا نفس اس سے بالاتر مرتبہ و منصب کا خواستگار رہا' اور دنیا میں خلافت سے اوپر کوئی مرتبہ نہیں رہا' کسی شخص کے لئے سب سے بڑا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کا خلیفہ ہو' جب اس مرتبہ پر میرا قدم پہنچا تو ساری دنیا میرے سامنے بے وقعت ہو گئی اور اب میرا نفس آخرت کا طالب ہو گیا۔ اب دنیا کی کوئی چیز کیا حاصل کرنی ہے؟ ساری دنیا تو قدموں کے نیچے آ گئی' مجھے تو آگے جانا ہے۔

تو کچھ اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے ہیں کہ ساری دنیا تو قدموں کے نیچے ہے' اور ان کی نظر پوری دنیا سے بالاتر ہے۔ انہوں نے دنیا کی نالیوں کو مقصد نہیں بنایا' آخرت کے ہیرے اور جواہرات دے کر انہوں نے دنیا کی لذتوں کو نہیں خریدا' اس لئے ان کی ہمت سب سے بلند اور ان کی نظر سب سے اونچی نکلی' اور کچھ حضرات ان سے بھی اوپر چلے گئے' ان کی نظر میں دنیا مطلوب ہے نہ آخرت' صرف اللہ کی رضا مطلوب ہے' ان میں آخرت کی اور جنت کی طلب بھی صرف اس لئے ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے' اصل مطلوب صرف ذات الٰہی ہے۔ غرض ہر انسان اپنی زندگی کی کوئی غرض وغایت رکھتا ہے' گویا ہر شخص صاحب غرض ہے' باقی یہ اپنی اپنی نظر ہے کہ کسی کی غرض چھوٹی' کسی کی بڑی' کسی کی اس سے بھی بڑی۔ جس قدر کسی کی نظر بلند ہو گی' اسی قدر اس کی غرض بھی اونچی ہو گی' اور اسی قدر اس کا مقصد بھی اونچا ہو گا۔ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ ہم تو ہیں فقیر' ہمارا کوئی کام غرض کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔

اپنی ہمت کو اونچا رکھو:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نور اللہ مرقدہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بہ قدر ہمت تو اعتبار تو

یعنی "اپنی ہمت کو ذرا اونچا کرو' اس لئے کہ جتنی تمہاری ہمت اونچی ہو گی' اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اور مخلوق کے نزدیک بھی تمہاری قدر اتنی ہی بلند ہو گی۔"

اگر تم ایک ٹافی پر اپنا ایمان دے سکتے ہو تو تمہاری قیمت چار آنے نکلی۔ اگر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی دولت پر تم اپنا ایمان بیچ سکتے ہو تو تمہاری قیمت اتنی ہی نکلی' اور اگر تم اس سے بھی اونچے چلے گئے اور یہ کہا کہ کیا یہ دنیا میری قیمت ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیونکہ دنیا کی قیمت تو مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

طالب علمی کا واقعہ:

اپنی خود ستائی تو نہیں کرنی چاہئے' مگر تمہیں سمجھانے کے لئے بتاتا ہوں' میری طالب علمی کا زمانہ تھا۔ حدیث شریف سے میں فارغ ہو چکا تھا' اگلی پچھلی کتابیں پڑھ رہا تھا' تو میرے دوستوں نے مولوی فاضل کے لئے یونیورسٹی میں داخلے لے لئے کہ اپنی ذاتی تیاری کر کے امتحان دے دیں گے' مولوی فاضل بن جائیں گے' ان کے ذریعہ کوئی سرکاری ملازمت مل جائے گی۔ میرے دو ساتھی تھے انہوں نے مولوی فاضل میں داخلہ لے لیا تھا' اور اس کی تیاری کر رہے تھے' جب بھی تکرار کے لئے بیٹھتا تو وہ مجھ سے کہتے کہ تم بھی امتحان دے لو' میں کہتا کہ میں غریب آدمی ہوں' ۸۰ روپے داخلہ کی فیس ہے' اتنی میں کہاں سے ادا کروں گا؟ ایک دن ان میں سے ایک ساتھی کہنے لگا کہ تمہاری فیس میں بھر دوں گا' تم داخلے کے لئے آمادہ ہو جاؤ' میں نے کہا کہ سچ کہتے ہو؟ کہنے لگا کہ بالکل؟ میں نے کہا کہ میں پہلے تو تمہیں ٹالتا تھا' مگر اب اصل جواب سنو وہ یہ کہ اگر یونیورسٹی کی جانب سے میرے نام خط آئے اور اس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ آپ کا داخلہ بغیر فیس کے منظور کیا جاتا ہے' آپ از راہ کرم فلاں تاریخ کو ہماری امتحان گاہ تشریف لے آئیں' آ کر بیٹھ جائیں' کچھ نہ لکھیں' سادہ کاغذ چھوڑ کر چلے جائیں' ایک سطر بھی نہ لکھیں' آپ پر کوئی پابندی نہیں' اور آپ سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس کے باوجود آپ کو یونیورسٹی میں سب سے اول نمبر قرار دیا جائے گا' بس آپ امتحان گاہ میں قدم رکھنے کی زحمت فرمائیں' میں نے کہا کہ اگر بالفرض یونیورسٹی کی طرف سے میرے نام اس مضمون کا خط بھی آ جائے تب بھی میں یونیورسٹی کی امتحان گاہ میں قدم رکھنا اپنی توہین سمجھتا ہوں' اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی کیا چیز ہے؟ یہ عہدے اور یہ ڈگریاں کیا چیز ہیں؟ مجھے اپنی نالائقی کے باوجود اس بات پر فخر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پڑھا ہے' اس کے بعد مجھے کسی ڈگری کی ضرورت نہیں' وہ میرے بچپن کا لاشعوری کا زمانہ تھا' شعور تو اب بھی نہیں ہے' بچپن میں خیالات بڑے عجیب ہوتے ہیں' میرا بھائی! تم لوگ مہمان ہو' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو' دنیا تمہارے مقابلے میں کیا چیز ہے؟ اس کی کیا قیمت ہے؟ تو بھئی ہمارا تو سارا کاروبار ہی غرض پر مبنی ہے۔ باقی غرض کا پیمانہ آدمی کی ہمت سے طے ہوتا ہے' کتنی اونچی ہمت کا ہے؟ کتنا قد آور ہے؟ جس شخص کا مقصود ذات عالی بن جائے' آسمان اس کے سامنے پست ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقصد بناؤ:

اگر تم اللہ کے طالب بن جاؤ تو یہاں کی زمین کی چیزیں تو کیا تم تو آسمان سے اونچے ہو۔ میرے حضرت ڈاکٹر (عبدالحی عارفی) صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ "بھئی ایک دفعہ ہم دعا مانگ رہے تھے' دعا مانگتے مانگتے خیال آیا: ارے! کس سے مانگ رہے ہو؟ رب العرش سے مانگ رہے ہو" حضرت فرماتے ہیں کہ "مجھے ایسا لگا کہ آسمان میرے ہاتھوں کے نیچے آ گیا' اور میرے ہاتھ عرش سے اوپر چلے گئے۔" تم جو دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہو' کہاں اٹھاتے ہو؟ کس داتا کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو؟ ہاں! تم بارگاہ رب العزت کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو' غور کرو کہ عرش کی بلندیاں اس کے سامنے کیا چیز ہیں؟ اور جب تم اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہو تو کیا تم چھوٹے ہو؟ نہیں! تمہاری یہ گردن جو اس ذات عالی کے سامنے جھکے گی' کیا کسی اور کے سامنے جھک سکتی ہے؟ اور یہ ہاتھ جو اس ذات عالی کے سامنے اٹھتے ہیں' کسی اور کے سامنے اٹھ سکتے ہیں؟ دراصل ہمیں اپنی قیمت معلوم نہیں' تو بھائی ہمارا سارا کام غرض پرتی ہے۔

اعتکاف کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

یہ اعتکاف میں بیٹھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' نماز پڑھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' روزہ رکھنا یہ بھی غرض پر مبنی ہے' لیکن کسی کی غرض کچھ ہے' کسی کی غرض کچھ ہے' ہماری ایک ہی غرض ہونی چاہئے' ہمارا ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے' کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے ایک مرتبہ امتحان لیا' اس کے امراء و وزراء اعتراض کرتے تھے کہ بادشاہ کو اپنے غلام (ایاز) سے بڑا تعلق خاطر ہے' اس کی بڑی عزت کیا کرتا ہے' اس کے ساتھ بڑی محبت ہے حالانکہ ہم ایسے ہیں' ویسے ہیں' لیکن بادشاہ کی نظر میں ہماری اتنی عزت نہیں' ایک دن بادشاہ نے امتحان لیا کہ دربار میں ایک بازار لگایا' محل میں قیمتی سے قیمتی چیزیں جمع کر دیں اور سب کو جمع کر کے بادشاہ نے کہا کہ آپ حضرات میں سے جس کو جو چیز پسند آئے وہ لے جائے' وہ ہماری طرف سے ہدیہ ہے۔ ہر آدمی یہ سن کر اپنی پسند کی چیزوں کی طرف لپکا' جیسے بھوکا روٹی پر ٹوٹتا ہے' ایاز کھڑے کا کھڑا رہا' اس نے کسی چیز کی طرف ہاتھ نہیں

بڑھایا' سلطان نے کہا کہ تم بھی اٹھالو۔ ایاز نے کہا کہ حضور! کیا اجازت ہے کہ جو چیز چاہوں پسند کرلوں؟ بادشاہ نے کہا کہ ہاں اجازت ہے' جو چیز چاہو پسند کرلو ایاز نے سلطان کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا کہ مجھے تو یہ پسند ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں کا امتحان لینا مقصود تھا' اور اس امتحان کا نتیجہ سب کے سامنے آ گیا' دیکھو! یہ تم ہو اور یہ ایاز ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی یہ دنیا کا بازار سجا کر ہمارا امتحان لے رہے ہیں۔ اے کاش! کہ ہم بھی کہیں کہ یا اللہ! ہمیں تو آپ پسند ہیں' اور جب اللہ تعالیٰ ہمارا ہوگیا تو سب کچھ ہی ہمارا ہوگیا' تو تمام عبادات سے مقصود محض رضائے الٰہی ہے اور یہاں جمع ہونا صرف اسی رضائے الٰہی کی مشق کے لئے ہے۔

اعتکاف کی سوغات:

اب یہاں سے اعتکاف کی کچھ سوغات لے کر جاؤ' تب تو لطف ہے' اگر خالی برتن لے کر آئے اور خالی برتن لے کر چلے گئے پھر یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

رہا یہ کہ یہاں سے آپ کو کیا لے کر جانا چاہئے؟ تو خوب سمجھ لو کہ یہ مسجد اللہ کا بازار ہے' اور یہ اعتکاف کے دن نیکیوں کی منڈی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے پاس وقت کی پونجی موجود ہے' اعضاء آپ کے صحیح ہیں' زبان چلتی ہے' ہاتھ پاؤں چلتے ہیں' جتنی زیادہ سے زیادہ نیکیاں لوٹ سکتے ہو لوٹ لو' اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو' اخلاق' آداب' معاشرت' عبادات' عقائد' ان تمام سے اپنی جھولی بھر کر لے جاؤ۔

اعتکاف کے دنوں میں چند چیزوں کی مشق کرو:

اول:..... فضول لایعنی کا ترک' جتنا چاہو کھاؤ' جتنا چاہو سوؤ' لیکن التزام کرلو کہ فضول باتیں نہیں کریں گے' فضول کاموں میں مشغول ہونا وقت کا ضیاع ہے' اس سے پرہیز کرو۔

دوم:..... ذکر و تلاوت کا اہتمام کرو' تاکہ اعتکاف سے فارغ ہونے کے بعد بھی تمہیں ذکر و تلاوت سے مناسبت پیدا ہوجائے۔

سوم:..... اپنے رفقاء کا اکرام کرنا سیکھو' اور کھانے میں آرام میں اور باقی چیزوں میں دوسرے معتکفین کا خیال کرو' اور اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینے کی مشق کرو۔

چہارم:..... رمضان المبارک کا آخری عشرہ خصوصاً طاق راتیں بہت مبارک ہیں' جہاں تک اپنی صحت و قوت اجازت دے' ان قیمتی لمحات کی قدر کرو' اور ان کو عبادت' ذکر و تلاوت' تسبیحات' درود شریف اور صلوٰۃ التسبیح سے معمور کرو' لیکن بھئی! اپنی صحت و قوت کا لحاظ ضرور رکھو' ایسا نہ ہو کہ اپنی ہمت سے زیادہ بوجھ اٹھاؤ اور پھر ہمت ہار دو۔

پنجم:..... میں نے بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ التجاء الی اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں اپنی حاجات پیش کرنا' اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہم نے اعتکاف کیا ہے' اور اس کریم داتا کے دروازے پر جمع ہوئے ہیں' اس لئے پوری دنیا سے یکسو اور بے نیاز ہو کر اس کریم داتا سے مانگتے رہو' جو جی میں آئے مانگو' خوب جم کر مانگو' گڑ گڑا کر مانگو اور اس طرح آہ و زاری کے ساتھ مانگو کہ اس کریم داتا کو ہماری عاجزی' ہماری بے کسی و بے بسی پر رحم آجائے۔

ششم:..... یہاں جو اصلاحی حلقے قائم ہوتے ہیں ان کی پابندی کرو' اور اپنے عیوب و نقائص کا مطالعہ کرو' اور حق تعالیٰ شانہ کے سامنے توبہ و استغفار کرو' اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں اور اپنے دروازے سے کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں۔ آمین۔

☆☆............☆☆

اظہار تعزیت

لاہور کے ہمارے جماعتی ساتھی عبدالرؤف خان گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بھکر کے معاون اور جماعتی ساتھی رفیق احمد خان نیازی کے بھائی بریگیڈیئر شفیق احمد خان نیازی گزشتہ ہارٹ اٹیک سے انتقال کرگئے۔ راؤ محمد اسلم ایڈووکیٹ کے والد محترم راؤ رفاقت علی بھی گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔

مرحومین اپنے علاقہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہر طرح سے تعاون اور اعانت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی جانب سے ادارہ مرحومین کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں' ان کی سیئات سے درگزر فرمائیں اور حسنات کو قبول فرمائیں' انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور ان کے لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ڈاکٹر دین محمد فریدی اور مجلس کے دیگر ضلعی عہدیداران بھی مرحومین کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

دعائے صحت کی اپیل

ہمارے جماعتی ساتھی اور پشاور جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈرز حاجی نظام اللہ خان کی اہلیہ محترمہ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں احباب ختم نبوت اور قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ابو شفقت قریشی سہام

وہ عظیم ہستی جس نے اللہ کے کلام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی' جو از سرتاپا حکم الٰہی کے پابند اور اطاعت رسولؐ کے خوگر تھے' جن کا دل ایمان سے سرشار اور دماغ ارشادات نبویؐ سے منور تھا' جن کی محفل علم و حکمت کی درسگاہ تھی' جن کے ہاتھ میدان جنگ میں شمشیر بکف ہوئے اور پاؤں اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے جہاد کے راستے میں گرد آلود ہوئے' جن کی زندگی اور موت صرف اسلام کے لئے تھی' ان کا نام نامی حضرت علیؓ بن ابی طالب تھا اور خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کا سلسلۂ نسب دادا پر مل جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کی ولادت ہجرت سے تقریباً ۲۳ برس قبل ۱۳/ رجب المرجب مطابق ۵۹۸ء خانہ کعبہ میں ہوئی۔ والد نے حضرت علیؓ کا نام علی جب کہ والدہ نے حیدر رکھا۔ مرتضیٰ حضرت علیؓ کا لقب تھا۔ حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جو بعد میں آپؐ کے داماد بھی بنے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے حضرت علیؓ کو مانگ لیا تھا۔ حضرت علیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پرورش پائی' بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا' پانچ برس کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوہ صفا سے کلمہ حق بلند کیا اور یہ سوال سامنے آیا کہ اس بارگراں کو اٹھانے میں کون آپ کا ساتھ دیتا ہے؟ اس وقت تمام زبانیں گنگ ہوگئیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا سن ابھی کم ہے مگر آپ مجھے اپنا قوت بازو پائیں گے اور آگے چل کر حضرت علیؓ نے اس کا عملی ثبوت بھی پیش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان عبدالمطلب کے سارے لوگوں کو دعوت پر بلایا اور فرمایا کہ میں ایک ایسا پیغام لے کر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کا کفیل ہے اس میں میرا کون ساتھ دے گا؟ تمام خاندان والوں نے ہنس کر ٹال دیا' مگر ایک تیرہ سالہ نوجوان ساتھ دینے پر آمادہ ہوا جن کا اسم گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھا۔

حضرت علیؓ نے گہوارۂ اسلام میں پرورش پائی' یہی وجہ ہے کہ ایک لمحہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر نہیں گزارا اور حضرت علیؓ کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک مثالی زندگی تھی۔ دراصل پروردۂ رسولؐ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کامل انسان بنا دیا تھا۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام میں حضرت علیؓ نے رسد پہنچانے کی ذمہ داری احسن طریقہ سے پوری فرمائی' ہجرت کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ بلاخوف و خطر میرے بستر پر سو رہو اور صبح لوگوں کو امانتیں لوٹا کر یثرب چلے آنا اور حضرت علیؓ نے ایسے ہی کیا۔

ہجرت کے دوسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ سے حضرت علیؓ کا نکاح کرکے آپ کو شرف دامادی بخشا۔ حضرت علیؓ نے تمام غزوات میں اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھائے۔

صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر کرنے کی سعادت بھی حضرت علیؓ کو حاصل ہوئی تھی' ابتدا میں آپ نے جب ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تحریر کیا تو قریش کے وکیل سہیل نے اس پر اعتراض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مرضی کے مطابق لکھنے کی اجازت دے دی۔ جب ''محمد رسول اللہ'' لکھنے پر سہیل نے اعتراض کیا اور ''محمد بن عبداللہ'' لکھنے پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح لکھ دو جس طرح سہیل چاہتا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا' یہ دراصل حضرت علیؓ کے جذبہ ایمانی کی آواز تھی۔

غزوۂ خندق کے دوران عرب کا مشہور پہلوان جو ایک ہزار جوانوں کے برابر طاقت رکھتا تھا' خندق پھاند کر آیا اور مسلمانوں کو للکارا' تو حضرت علیؓ اس کے مقابلے پر آئے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر فضا کو ہلا کر رکھ دیا اور وار کر کے اس کا کندھا کاٹ ڈالا جس سے وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔

خیبر کا مستحکم قلعہ قموص کئی دنوں کے محاصرے کے باوجود فتح نہ ہوا۔ آخر کار فرمان صادر ہوا کہ کل میں علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے دوست رکھتا ہے۔ قلعہ قموص کا نگران مرحب ہزار سواروں کے برابر طاقت رکھتا تھا' لیکن حضرت علیؓ نے وار کر کے اسے ڈھیر کر دیا اور قلعہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر سب سے زیادہ بلندی پر واقع بتوں کو توڑنے کی ذمہ داری حضرت علیؓ کو سونپی گئی تھی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علیؓ! میرے لئے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون' ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

حضرت علیؓ نہایت ذہین اور سلیم الطبع شخصیت کے حامل تھے۔ مستقل مزاجی اور خود اعتمادی کے باعث مشکل سے مشکل حالات میں بھی نہ گھبراتے اور اصلاح احوال کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ لہجہ نرم اور آواز دھیمی تھی' لیکن رزم گاہ میں نعرہ بلند کرتے تو دشمنوں کے دل دہل جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ۔ جملہ دینی علوم کے دریا تھے۔ حافظ قرآن اور مفسر قرآن ہونے کے علاوہ محدث اور فقیہ بھی تھے۔

آپ زندگی بھر عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ حضرت علیؓ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا' فرمایا کرتے تھے کہ روئے زمین پر جب تک ایک نفس بھی بھوکا موجود ہے' اس وقت تک علی اپنا پیٹ کیسے بھر سکتا ہے؟ حالت نماز میں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

۱۷/ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو ابن ملجم نامی ایک بدبخت خارجی کے ہاتھوں آپ مرتبہ شہادت فائز ہوئے۔

☆☆..........☆☆

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ہاشمیہ (رجسٹرڈ)

صحبت سرائے روڈ' سبی (بلوچستان)

الحمدللہ! مدرسہ ہذا کی اکتیس سالہ دینی خدمات قابل رشک ہیں۔ مدرسہ ہذا باوجود اپنی غربت کے ہر سال تقریباً اسّی کے قریب طلباً کی تعلیم وقیام وطعام کا مسئول ہے اور الحمدللہ! علماً اور عام لوگوں کی نظروں میں بھی ایک معتمد دینی ادارہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال رمضان المبارک میں تراویح سنانے کے لئے لوگ مدرسہ ہذا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور الحمدللہ! ہر سال مدرسہ تین چار حفاظ کو فارغ کرتا ہے جس کی وجہ سے اب صرف سبی شہر ہی میں نہیں بلکہ شہر سے باہر گاؤں' دیہات میں بھی مدرسہ ہذا کے حفاظ رمضان المبارک میں تراویح سناتے ہیں۔ اس کے علاوہ سبی شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر مدرسہ کی ایک شاخ بھی قائم کی گئی ہے جس کی مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور مدرسہ کا تعمیراتی کام جاری ہے۔ نیز چند دیہات میں بھی مدرسہ کے زیر نگرانی مکاتیب قرآنیہ کام کر رہے ہیں جن کا مدرسہ ہذا مسئول ہے' اس لئے تمام مخیر حضرات سے التماس ہے کہ زکوٰۃ' صدقات اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے وقت مدرسہ ہذا کے غریب بچوں کے لئے حصہ نکالیں اور مذکورہ پتہ پر روانہ کریں۔

منجانب: منتظمین مدرسہ قاسم العلوم' صحبت سرائے روڈ' سبی بلوچستان فون: ۰۸۳۱-۴۱۲۳۵۳

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی

امریکہ میں اسلام کی مقبولیت

عبدالوارث ساجد

''۱۱/ستمبر کا دن میرے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا''۔ یہ الفاظ گزشتہ دنوں وسیٹ بری نیویارک میں قائم جامع مسجد میں اسلام قبول کرنے والی خاتون ''جینن مثل اجون'' کے ہیں۔ اجون کا کہنا ہے کہ: ''میں ۱۱/ستمبر کے روز نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں کام کر رہی تھی کہ امریکی تاریخ کا بدترین سانحہ رونما ہوا اس کے رد عمل میں جو کچھ ہوا وہ بھی سب نے دیکھا۔ اجون کا کہنا ہے میں نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے تھے:

''ہمیں اب ہر ایک مسلمان اور
ساری عرب دنیا پر بمباری کرنا ہوگی۔''

یہ الفاظ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کے بعد امریکی حکام کی طرف سے جوابی اقدام کے طور پر بولے گئے بس یہی وہ جملے تھے جنہوں نے مجھے اسلام کی طرف مائل کر دیا' میں نے بہت سوچا کہ آخر دیکھوں کہ یہ اسلام ہے کیا؟ جو پوری دنیا کا نشانہ بنا ہوا ہے اور اس پر عمل پیرا کیسے لوگ ہیں؟ جو ہر جگہ ظلم کی چکی میں پسنے کے باوجود اسلام پر عمل پیرا ہیں۔ اس پر جب میں نے غور و خوض کیا تو اسلام کی حقانیت نے مجھے عیسائیت چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔''

قارئین کرام! کون نہیں جانتا کہ گیارہ ستمبر کے بعد دنیا بھر کے مسلم ممالک کو اب تک کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ افغانستان کھنڈرات کی شکل میں اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہا ہے' وہاں ہزاروں افغان درویشوں کا لہو پانی کی طرح قندوز' قندھار' مزار شریف اور کابل کی گلیوں میں بہایا گیا۔ پاکستان کے ہوائی اڈے' بحری بیڑے' اہم شاہراہیں' ایئرپورٹ اور ایٹمی پروگرام تک پر سامراج مسلط ہے۔ ایران' کوریا اور سوڈان برائی کا منبع بن چکے ہیں اور اس کے بعد دیگر اسلامی ممالک پر بمباری کے پروگرام پینٹاگون جاری کر چکا ہے۔ الغرض گیارہ ستمبر کے بعد دنیا کے مسلمانوں کو امریکہ تخت و تاراج کرنے کے درپے ہے۔ نیویارک میں ہونے والی اس تباہی کے بعد امریکہ بھر کے مسلمانوں کو اذیت کا نشانہ بنایا گیا' ان کے گھروں اور کاروباری مراکز پر چھاپے مارے گئے۔ ان کے ذرائع آمدنی کے بارے میں تفتیش ہوئی اور جہادی گروپوں کو مالی امداد دینے کے الزام میں مہینوں حراست میں رکھا گیا۔ امریکی ریاست ورجینیا میں تو سرکاری سطح پر مسلم اکثریتی علاقوں میں سرکاری حکام نے تجارتی اداروں اور اسکولوں پر چھاپے مار کر مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ کسی پر مجاہدین کا الزام لگایا' کسی کو کالے دھندے میں ملوث کیا گیا اور کوئی ٹیکس چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ واشنگٹن پوسٹ میں لکھا ہے کہ امریکی اہلکار' مسلمان گھروں کا پتہ چلاتے اور ان گھروں میں گھس کر خواتین کو تنگ کرنے کی کوشش کرتے۔ خواتین سے اسامہ بن لادن کا پتہ معلوم کرتے اور انہیں کئی کئی گھنٹے تک مسلسل جانچ پڑتال کے سلسلے سے دوچار کرتے' جبکہ عام حالات کچھ اس طرح تھے کہ امریکی گورے جہاں کہیں بھی راہ چلتے داڑھی والے افراد کو دیکھتے انہیں پیٹنا شروع کر دیتے۔ بہت سے ایسے واقعات پڑھنے کو ملے کہ مسلمان سمجھ کر بہت سے امریکیوں نے سکھوں کو مارا پیٹا اور شدید زخمی کر دیا۔ الغرض گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد پورے امریکہ میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے امریکہ میں زندگی گزارنا مشکل نظر آنے لگا' ان کے لئے ہر طرف مذہبی امتیاز تھا۔ نفرت اور پرتشدد واقعات کا سامنا تھا۔ حالات کی یہ سنگینی ہی تھی کہ بہت سے مسلمانوں کو مجبوراً اپنے نام تبدیل کر کے عیسائیوں جیسے نام رکھنا پڑے۔ طارق حسین نے ٹیری' محمد نے مائیکل بدر نے مارک' عصام ابوزید نے سیم پال' عدنان حسن نے ڈین ٹیتی جیسے نام امریکیوں کے نفرت انگیز رویے اور عدم تحفظ سے دوچار ہونے ہی کی وجہ سے اپنائے۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ گیارہ ستمبر کے سانحے کے بعد امریکی مسلمان کن حالات سے دوچار رہے۔ مگر اسلام کی فطرت ہے کہ جتنا اسے دبایا جاتا ہے اتنا ہی یہ ابھرتا

ہے۔چنانچہ جب امریکہ میں مسلمانوں پر یہ حالات تھے وہاں یہ خوشخبری بھی تھی کہ مسلمانوں کے خلاف اس رویئے سے بہت سے غیر مسلم لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے اور اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے غیر محتاط اندازے کے مطابق جن کی تعداد ۳۴ ہزار بتائی جاتی ہے'۳۴ ہزار امریکی کس طرح مسلمان ہوئے؟اس کا جواب نومسلم خاتون اجون دے چکی ہے۔گیارہ ستمبر کے بعد یہودیوں کے زیر اثر کام کرنے والے امریکی ذرائع ابلاغ کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنے پروپیگنڈے کا آغاز ہوا جس میں مسلمانوں کو"بنیاد پرست'دہشت گرد" کے طور پر پیش کیا گیا'جس کا الٹا اثر سامنے آیا اور امریکہ کے بہت سے غیر مسلم نوجوانوں نے اسلام کے بارے میں تحقیقات کا آغاز کیا۔گیارہ ستمبر کے بعد امریکہ بھر میں قرآن مجید کے تراجم کی ریکارڈ فروخت ہوئی اور بڑی تعداد میں لوگوں نے ریسرچ کے بعد اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔امریکہ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم "مجلس العلاقات اسلامیہ الامریکہ" نے ان مسلمانوں کی ایک لسٹ جاری کی ہے جو گیارہ ستمبر کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے'ان کی تعداد ۳۴ ہزار سے زائد ہے۔اتنی قلیل مدت میں اتنی بڑی تعداد میں امریکیوں کا اسلام قبول کرنا بہت بڑی بات ہے۔برطانیہ کے معروف جریدے "ہیرالڈ" نے اس پر ایک خصوصی رپورٹ مرتب کی ہے کہ امریکہ سمیت یورپ کی خواتین میں اسلام قبول کرنے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔جریدے کے مطابق مغرب کے اسلام کے خلاف پروپیگنڈے سے زیادہ خواتین کی دلچسپی بڑھی اور اب صورت حال یوں ہے کہ اسلام مغربی ممالک سمیت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے'سچ ہے کہ حق اپنے آپ کو منوا کر رہتا ہے۔اسلام کے خلاف نفرت آمیز پروپیگنڈہ جو مغرب میں کیا گیا'اس سے بجائے مسلمانوں کے خلاف عام مذہب کے پیروکاروں کے دلوں میں نفرت پیدا ہونے کے دلچسپی بڑھی اور وہ لوگ یہ جاننے کے لئے تجسس میں پڑ گئے کہ آخر دیکھا جائے کہ یہ اسلام ہے کیا چیز؟امریکہ کی ایک مذہبی ویب سائٹ "دی ٹرو ریلیجن" کی ایک رپورٹ کے مطابق کونسل فار امریکن اسلامک ریلیشنز کے ڈائریکٹر عرب افیئر زالعلی بیوی نے بتایا ہے کہ امریکہ کے غیر مسلموں میں اب گیارہ ستمبر کے بعد اسلام کے بارے میں کتب کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے۔قرآن مجید کے انگریزی تراجم تیزی سے فروخت ہو رہے ہیں جس کی وجہ صرف اور صرف ان لوگوں کی اسلام کی طرف بڑھتی ہوئی دلچسپی ہے۔قارئین کرام!گیارہ ستمبر کے اس سانحے نے دنیا کی توجہ اسلام کی طرف مبذول کروادی ہے'امریکی باشندے اسلام کی اصل تعلیمات کو جاننا چاہتے ہیں اور یہ تجسس انہیں اسلام کے قریب لے آیا ہے۔امریکہ کی غیر اسلامی تہذیب'زوال پذیر معاشرے سے تنگ لوگ اسلام کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔یہ حالات اب ایک تازہ نوید کا مژدہ سنا رہے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب امریکہ سمیت پورے یورپ میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔انشاءاللہ ☆☆......☆☆

اپنی زکوٰۃ مستحق طلباء وطالبات کو دیجئے

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی زکوٰۃ غریب مستحق اور نادار طلباء کو دیجئے۔1951ء سے قائم شدہ اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن 1 9 تعلیمی پروجیکٹس پر کام کر رہی ہے اب تک ساڑھے اٹھارہ لاکھ سے زائد غریب اور مستحق طلباء و طالبات کی سرپرستی کرچکی ہے۔اوسطاً تعلیمی خرچ 975/- روپے فی طالب علم ہے۔

عطیات کیلئے A/C NO.1971-2 MCB Eidgah Branch

Students Welfare Organisation

Khalikdina Hall, M.A. Jinnah Road, Karachi74200

Tel:7732228 E-mail:swo_qari@yahoo.com

بقیہ: مولانا امام الدین قریشی

ساقی سے دوستانہ اور محبانہ مراسم ہیں ان سے طبیعت بہت مانوس ہے'وہاں بھی دفتر مرکزیہ جیسی سہولت ملے گی'گھر بھی قریب ہے'تیسرے ایک حسنہ کا بیان ہوتا ہے'وہ کوئی مسئلہ نہیں'مجھے جانے کی اجازت عنایت فرمائیں۔حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ نے ان کے پیہم اصرار کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔مولانا امام الدین مرحوم و مغفور روانہ ہو گئے'یہ سفر سفر آخرت ثابت ہوا'گھر کے کیا قریب ہوئے کہ آپ ابدی گھر آخرت ہی کو سدھار گئے'انتقال کا واقعہ یوں ہوا کہ آپ جب بہاولپور دفتر پہنچے تو طبیعت سفر کے باعث مضمحل تھی'مولانا محمد اسحاق صاحب ساقی نے ماہر ڈاکٹروں کو دکھایا'انہوں نے ہسپتال میں داخل کرلیا'لیکن معمولی صاحب فراش رہ کر آپ نے علاج معالجے کی سہولتوں سے منہ موڑ کر اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کرلیا اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے سفر آخرت اختیار فرمایا۔مولانا محمد اسحق ساقی نے تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا'مولانا مرحوم کی میت کو ایمبولینس کے ذریعہ ان کے آبائی گاؤں لے جایا گیا'اگلے دن ۲/رمضان المبارک کو حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا'گرد و نواح کے رہنے والوں کی بھاری تعداد نے جنازہ میں شرکت کی اور مرحوم اپنے آبائی قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔حق تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعۂ نور بنائیں'ان کی سیئات سے درگزر فرما کر ان کی حسنات کو قبول فرمائیں'ایک درویش منش'سادہ مزاج'عالم دین'مجاہد اور مبلغ کی اللہ رب العزت مغفرت فرمائیں'اپنی شایان شان اللہ تعالیٰ ان سے معاملہ فرمائیں۔مرحوم "عاش غریبا وفات غریبا" کا مصداق تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء کو اپنے ایک بہت ہی اچھے ساتھی کی جدائی کے صدمہ پر صبر جمیل کی نعمت نصیب فرمائیں۔آمین۔ ☆☆

رحمتوں کا مہینہ

محمد اسماعیل عارفی

ماہ رمضان اپنی لامتناہی برکتوں' بے پناہ رحمتوں' لامحدود انعامات اور امتیازی خصوصیات کو سمیٹے ہوئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہے' جس میں سرکش شیطان قید کر دیے گئے' اعمال کا اجر و ثواب بڑھا دیا گیا' جنت کو صالحین کے لئے مزین کر دیا گیا' ہزار مہینوں سے افضل رات بھی دے دی گئی' پہلے عشرہ کو ذات ذوالمنن کے بحر رحمت کی جولانیوں کا مظہر قرار دے دیا گیا' دوسرے عشرے کو مغفرت و بخشش اور گناہوں کی معافی کے پروانے جاری کرنے کے لئے منتخب کر لیا گیا' آخر تو آخر ہے' جہنم سے آزادی اور چھٹکارے کے لئے احسان الٰہی' رحمت خداوندی بہانوں کی تلاش میں گم ہو گئی کیونکہ وہ تو تھوڑی سی توجہ اور رجوع الی اللہ سے موسلادھار برستی ہے۔

کس قدر سعادت مندی ہے کہ ماہ رمضان کی ان ساعتوں کو قیمتی اور غنیمت جان کر ان سے پورے طور پر نفع اٹھایا جائے کیونکہ:

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

روزہ کا مفہوم و فلسفہ:

روزہ ارکان اسلام میں سے تیسرا اہم رکن اور عمود ہے۔ عربی میں اس کو "صوم" سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے لفظی معنی "رکنے اور چپ رہنے" کے ہیں۔ بعض مواضع میں صوم کو صبر بھی کہا گیا ہے اور صبر کا معنی ضبط نفس' ثابت قدمی اور استقلال ہے' ان معانی لغویہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ دین اسلام کی اصطلاح میں روزہ کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ ہوائے نفسانی' خواہش بہیمی سے اپنے آپ کو روکنا اور حرص و ہوس کے پھسلا دینے والے مواقع میں ثابت قدم رہنے کا نام "صوم" ہے۔ عام طور پر نفسانی خواہشات کا مظہر تین چیزیں ہیں: کھانا' پینا اور مرد و عورت کے جنسی تعلقات۔

ان اشیاء ثلاثہ سے ایک مدت متعینہ تک رکے رہنے کا نام اصطلاح فقہ و شرع میں صوم ہے' لیکن ان ظاہری خواہشات کھانے پینے وغیرہ سے رکے رہنے کا نام ہی روزہ نہیں بلکہ باطنی خواہشات اور برائیوں سے دل و دماغ' اعضاء و جوارح کا محفوظ رکھنا بھی روزہ کے معنی و مفہوم میں داخل ہے' حق تعالیٰ شانہ کے خاص بندوں کے نزدیک روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ ایام رمضان میں ظاہری خواہشات سے رکے رہنے کے ساتھ ساتھ باطنی برائیوں سے بھی اجتناب و احتراز کیا جائے۔

روزہ امراض روحانیہ کے لئے اللہ جل مجدہ کی طرف سے اکسیر اعظم ہے' چونکہ یہ ایک قسم کی دوا ہے اور دوا کو بقدر دوا ہی ہونا چاہیے' اگر پورا سال اس دوا میں صرف کر دیا جاتا تو ایک غیر طبعی' غیر موزوں علاج ہوتا اور مسلمانوں کی جسمانی جدوجہد کا خاتمہ ہو جاتا' ان کی شگفتگی مزاج مٹ جاتی اور عمر کی طبع مضمحل ہو کر رہ جاتی' اور اگر ایک دو دن کا تنگ و محدود زمانہ رکھا جاتا تو اتنی قلیل مدت میں وہ مقاصد حاصل نہ ہوتے جن کے لئے روزہ کی مشروعیت اور فرضیت ہوئی' چنانچہ ایک ماہ کی مدت عبادۃ صوم کی ادائیگی کے لئے تخصیص و تحدید کر دی گئی' تاکہ افراد ملت بیک وقت اس فریضہ خداوندی کو ادا کر کے اسلام کے نظام وحدت کا مظاہرہ کریں' پھر اس کے لئے وہی زمانہ اور مہینہ مناسب ہوا جس میں قرآن حکیم کا نزول شروع ہوا۔

اسلامی عبادات و احکام کا قالب روح سے مزین ہے اور ان میں روحانیت خواب جلوہ گر ہے' ان سے جسمانی ریاضت مقصد نہیں' اگرچہ ضمناً و تبعاً حاصل ہوتی ہے' ورنہ تو نماز سے پہلے روزہ کی فرضیت ہوتی اس لئے کہ روزہ عرف عام میں فاقہ کشی کا نام ہے۔ اہل عرب کو معاشی و اقتصادی بدحالی کی وجہ سے اکثر یہ سعادت نصیب ہو جاتی تھی' اہل عرب نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء سے تمدنی تعلقات منقطع کر لئے تھے تو اس حالت میں روزہ ہی ایک ایسا فریضہ تھا جو عرب کے لئے عموماً اور

مسلمانوں کے خصوصاً موزوں تھا۔ نیز یہ کہ نماز و حج کی طرح اس میں کسی قسم کی مزاحمت کا خدشہ بھی نہ تھا بلکہ یہ ایک خاموش طریقہ عبادت تھا' جسے آسانی سے بلا روک ٹوک جاری رکھا جاسکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ روزہ کی مشروعیت بعد میں ہوئی کیونکہ دین اسلام میں عبادات کو امراض روحانی کا علاج قرار دیا گیا ہے' جن کا استعمال اسی وقت ہوگا جب امراض پیدا ہوجائیں یا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو' یہ امراض قوئی شہوانیہ کی شیفتگی' دنیاوی ریل پیل کی محبت اور لذات حسیہ کے انہماک سے پیدا ہوسکتے تھے جبکہ مکہ مکرمہ میں یہ تمام تر ساز وسامان مفقود تھا' سرور عالم مدینہ طیبہ تشریف لائے' کفار کے ظلم سے نجات ملی' فتوحات کا باب وسیع ہوا' اب وہ وقت آگیا یا آنے والا تھا کہ دنیا اپنی اصلی صورت میں آکر مسلمانوں کو اپنے جال میں گرفتار اور اپنے حسن کا پرستار کرے' اس مرض کے پیدا ہونے سے پیشتر احتیاط کی ضرورت تھی اور وہ روزہ کی فرضیت کی شکل میں احسن طور پر پوری ہوئی۔

مذکورہ بالا کلام سے ان بے دانش دانشوروں کی کج فہمی کا ازالہ اور ناواقفیت کا دفعیہ بھی ہوگیا' جنہوں نے عبادات کے سلسلہ میں فلسفیانہ موشگافیاں کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں کی نوبت آئی تھی' اس لئے ان کو صبر کا خوگر بنایا گیا اور روزہ کو لازم کیا گیا جبکہ احکام دین اور اصول اسلام کے مطابق روزہ کا وجوب جس طرح فاقہ کشوں کے حق میں ہے' اسی طرح شکم سیروں کے حق میں بھی ہے۔

روزہ کے فضائل:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں بطور خاص دی گئیں ہیں جو دوسری امتوں کو نہیں ملی ہیں:

اول:...... یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (بدبو کے بجائے صرف بو احسن ہے) اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

دوم:...... یہ کہ ان کے لئے دریاؤں کی مچھلیاں تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔

سوم:...... یہ کہ جنت ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے بندے دنیا کی مشقتیں پھینک کر تیری طرف آئیں۔

چہارم:...... سرکش شیطان قید کردیئے جاتے ہیں' وہ رمضان میں ان برائیوں تک نہیں پہنچ سکتے' جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں۔

پنجم:...... رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (رواہ احمد)

حدیث میں ارشاد ہے:

"اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے' تو وہ اس بات کی تمنا کریں کہ سارا سال رمضان ہوجائے' جو شخص بلا کسی عذر شرعی کے ایک دن رمضان کا روزہ نہ رکھے' غیر رمضان چاہے تمام عمر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔" (رواہ الترمذی فی کتاب الصوم)

جیسے ظاہری دشمن سے مدافعت کی جاتی ہے' بعینہ روزہ سے باطنی دشمن شیطان' ہوائے نفس سے دفاع کیا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل نے اس شخص پر بددعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی کہ جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروائی' گناہوں کی معافی و تلافی نہ کروائی ہو' اگر رمضان کا خیر و برکت' بخشش و رحمت کا مہینہ بھی غفلت' تکاسل و تساہل اور گناہوں کی آلودگیوں میں گزر جائے تو ایسے شخص کی ہلاکت میں اور مستوجب وعید ہونے میں کیا تامل ہے؟ اس زمانہ میں جب اللہ کی رحمت بارش کی طرح موسلادھار برستی ہے' کوئی شخص اپنی بداعمالیوں' سیاہ کاریوں کے سبب مغفرت سے محروم رہتا ہے اور توبہ و انابت الی اللہ نہیں کرتا تو اس کے لئے اور کون سا لمحہ سعادت ہوگا جو ذریعہ نجات ہوجائے گا۔ ان ایام میں رحمت خداوندی بار بار اپنی طرف دعوت دے رہی ہوتی ہے' ایسی حالت میں غفلت کا پردا تار کرکے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانا ہی خوش بختی ہے۔

روزہ اور اس کے آداب:

اول:...... صوفیا و مشائخ نے روزہ کے بہت سے آداب ذکر کئے ہیں' اولاً یہ کہ نگاہ کی حفاظت کی جائے کہ کسی بے محل جگہ پر نظر نہ پڑے حتی کہ اپنی بیوی کو بھی نظر شہوت سے نہ دیکھتا ہو' لہو ولعب' لغویات و خرافات اور ناجائز کاموں میں نہ پڑے' حاصل یہ کہ آنکھ کا ایسا استعمال جس سے شریعت نے روکا ہو نہ کرے۔

دوم:...... زبان کی حفاظت ہے' جھوٹ' بدگوئی' سب وشتم' غیبت' چغل خوری وغیرہ تمام چیزوں سے احتراز کرے' زبان سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں بالکل بے لذت ہوتے ہیں مگر ان کے سبب جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس پر گرفت ہوگی' حق یہ ہے کہ اگر بندہ زبان کی حفاظت کرے تو دین کے تمام اوامر و نواہی پر عمل ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ تم مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں' دوسری

حدیث میں ارشاد ہے:

"لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم میں گرانے والی چیز زبان کی کھیتیاں ہیں۔"

اس لئے روزہ کی حالت میں خصوصاً حفاظت لسان کا اہتمام ہونا چاہئے۔

سوم:...... روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ کان کی حفاظت کرے' ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے تلفظ کرنا ناجائز ہے اس کو سننا بھی حرام ہے' یہی وجہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

چہارم:...... باقی تمام اعضائے بدن کی حفاظت اور ان سے متعلق ناجائز افعال سے احتراز کرے' کیونکہ روزہ ایک دوا ہے اور دوا کے استعمال میں پرہیز بھی بتائے جاتے ہیں تب ہی مرض سے مکمل نجات ملتی ہے' اگر امور مذکورہ کی رعایت نہ کی جائے تو ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص مرض کا علاج کرتے ہوئے کچھ زہر بھی پی لیتا ہے' اس کا انجام کس سے مخفی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہت سے روزہ داروں کو روزہ کے ثمرات سے سوائے بھوکا رہنے کے اور بہت سے شب بیداروں کو سوائے جاگنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔" (رواہ ابن ماجہ)

پنجم:...... کثرت استغفار کرتا اور ڈرتے رہنا کہ نہ معلوم یہ روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پائے گا یا نہیں؟ کیا خبر کسی لغزش کا ارتکاب ہو گیا ہو؟ جس کی وجہ سے عبادت منہ پر مار دی جائے اور ہمیں اس کی طرف التفات بھی نہ ہو۔

ششم:...... افطار کے وقت حلال مال سے صرف بقدر کھانا اور شکم سیر ہو کر نہ کھانا ورنہ روزہ کا اصل مقصود فوت ہو جائے گا کیونکہ روزہ سے مطلوب تو قوت شہوانیہ' طاقت بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور جب تک یہ قوت کم نہ ہوگی ملکہ روحانیہ قوت ملکوتیہ حاصل نہ ہوگی۔

ہفتم:...... دل کا اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہونے دینا' کوشش کی جائے کہ اخلاص واختصاص کا کمال درجہ پیدا ہو۔

ہشتم:...... سحری کھانا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں' یہ اہل کتاب اور ہمارے مابین فرق ہے' کیونکہ وہ سحری نہیں کھاتے تھے۔ متعدد احادیث میں سحری کی ترغیب وارد ہے' اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے' اس لئے کچھ نہ کچھ تو کھا ہی لینا چاہئے۔

نہم:...... تعجیل افطار کرنا اور دوسروں کو روزہ افطار کرانا جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے روزہ افطار کرائے' اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں' حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں' اس کی علامت یہ ہے کہ اس وقت میں رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔

دہم:...... افطار کے وقت اہتمام سے دعا کرنا اور خشوع وخضوع کرنا' کھانے پینے میں منہمک ہو کر ان مستجاب گھڑیوں کو ضائع نہ کرنا چاہئے' کیونکہ حدیث میں روزہ دار کی افطار کے وقت دعا قبول ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرآن کریم نے روزہ کے اغراض ومقاصد مختصر جامع بلیغ جملوں میں بیان کر دیئے ہیں۔

۱:...... ہدایت کے عطا ہونے پر اللہ کی عظمت شان' جلالت مقام بیان کرو۔

۲:...... انعامات خداوندی فتح مکہ' غزوہ بدر میں کامیابی' لیلۃ القدر' اعتکاف' فرضیت صوم اور نزول قرآن وغیرہ پر شکر کرو' کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: "لئن شکرتم لازیدنکم."

۴:...... "لعلکم تتقون" (تاکہ تم پرہیزگار بنو اور تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے) کیونکہ فرمان ربانی ہے: "ان اکرمکم عند الله اتقاکم" (اللہ کے ہاں عزت واکرام' تعظیم واعزاز کا سبب تقویٰ ہے' تقویٰ اس کیفیت کا نام ہے' جس کے حاصل ہونے کے بعد دل کو گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی رغبت ہوتی ہے)۔

۵:...... صبر واستقلال' استقامت وعزیمت اور تحمل وبرداشت کا مادہ پیدا ہو' تمام رمضان میں اس امر کی تمرین ومشق ہوتی ہے۔

۶:...... روزہ بہت سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے' اس لئے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہے' یہی مطلوب ہے جو حد درجہ محمود ہے۔

۷:...... چند دن بھوکا اور پیاسا رہ کر فقیروں' فاقہ مستوں کی اذیت اور بھوک وپیاس کی تکلیف کا احساس ہو کیونکہ سوز جگر کے بجھنے کے لئے سوختہ جگر ہونا لازمی ہے۔

ماہ رمضان میں دو قیمتی سعادتیں اعتکاف کرنا اور لیلۃ القدر کی تلاش میں عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں بالخصوص جاگنا ہے' اہمیت وافادیت' فضائل ومحاسن میں یہ بھی کم نہیں' احکام ومنہیات کی اطاعت کے بعد بھی حق تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم ہی سے امید مغفرت اور رجاء نجات ہونی چاہئے۔

☆☆..........☆☆

پہلی قسط

لیلۃ القدر کی برکات

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ' اما بعد: حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے رسالہ ''فضائل رمضان'' کے خاتمہ میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے' جس کا نام 'مثیرہ' ہے' (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں' جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی' پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا! تاکہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں؟ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ ''رضوان'' سے پوچھتی ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے' جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں کے لئے آج کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور ''مالک'' یعنی جہنم کے داروغہ سے فرمادیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے' اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور ''سرکش شیاطین'' کو قید کرو' اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک 'منادی' کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا! کہ جس کو میں عطا کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا! کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا! کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو غنی کو قرض دے؟ ایسا غنی جو نادار نہیں' اور ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہوچکے تھے' اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے' ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں' اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں' وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں' ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے

جس کو بیت اللہ شریف کے اوپر کھڑا کردیتے ہیں' اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں' جن میں سے دو بازوؤں کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں' جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں' پھر جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کو تقاضا (حکم) فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو' نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو' اس کو سلام کریں' اور اس سے مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں' صبح تک یہی حالت رہتی ہے' جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی حاجتوں اور مؤمنوں کی ضرورتوں کے بارے میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر عنایت اور توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو (اور اس سے توبہ نہ کرے)' دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو' تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو' اور ناتا توڑنے والا ہو' چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو' جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے تو (اس کا نام آسمانوں) پر "لیلۃ الجائزہ" یعنی "انعام والی رات" سے لیا جاتا ہے۔ اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں' وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں' اور ایسی آواز سے' جس کو انسان اور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے' پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس کریم رب کی بارگاہ کی طرف چلو' جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے' اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے' پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا پورا کام کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے معبود! اور اے ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو رمضان المبارک کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔ اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا' اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے' میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا)' میری عزت کی قسم! اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہیں کروں گا۔ پس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ' تم نے مجھے راضی کردیا' میں تم سے راضی ہوگیا۔ پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو ان کو عید الفطر کے دن ملتا ہے' خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم یا اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما۔ آمین۔" (فضائل رمضان صفحہ ۲۰)

شب قدر رحمت خداوندی کی رات:

میں نے حدیث کا صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ اس پر شیخ نور اللہ مرقدہ نے کچھ فوائد بھی لکھے ہیں' ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا ایک مختصر سا نقشہ اس حدیث شریف میں آیا ہے' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حال پر کتنی عنایت اور کتنی رحمت ہے اور کریم آقا نے اپنے بندوں کو بخشنے کے لئے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ یہ ستائیسویں رات عام طور پر شب قدر کی رات کہلاتی ہے' یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ شب قدر کی رات کون سی ہے' کون سی طاق رات میں ہوتی ہے' کیونکہ اس میں علما کے بہت سے اقوال ہیں' عام علماً کرام کا رجحان یہ ہے کہ ستائیسویں کی رات شب قدر ہوتی ہے۔ بہرحال شب قدر خواہ کوئی

سی رات میں ہو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں ہمیں نصیب فرمائے۔ اب اس سلسلے میں کوشش کروں گا کہ مختصراً چند باتیں عرض کروں۔

حضرت عائشہؓ کی برأت کا واقعہ:

پہلی بات یہ ہے کہ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کے بہتان لگانے کے قصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ منافقوں کی اس لب تراشی سے متاثر ہوکر ایک دو مخلص مسلمان بھی اس میں ملوث ہوگئے تھے، وہ بھی باتیں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت الفاظ میں ان کو تنبیہ فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔"

کسی مسلمان پر تہمت لگانا، اور مسلمان بھی کون؟ مسلمانوں کی ماں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ان پر کسی مسلمان کی طرف سے گندگی کا منسوب کیا جانا کوئی چھوٹی بات ہے؟ حضرت مسطح ابن اثاثہؓ مہاجرین میں سے تھے اور نادار فقیر تھے، یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے، ان کے تمام خرچ اخراجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھاتے تھے، یہ بھی منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوکر اُم المومنینؓ کے بارے میں ایسی باتیں کرنے لگے۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اولٓئک مبرء ون مما یقولون الخ یعنی منافق لوگ جو بدزبانی کررہے ہیں یہ حضرات اس سے بری ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رنج کا واقعہ:

پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ تو آنا ہی چاہئے تھا، چنانچہ انہوں نے غصے میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح ابن اثاثہ کو خرچ نہیں دوں گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ غصہ اللہ کی خاطر تھا، کسی کی بیٹی پر ایسی تہمت لگائی گئی ہو تو خود سوچئے کہ پھر ہمارا معاملہ اس تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا ہوگا؟ بیٹی پر بدکاری کی تہمت کون برداشت کرتا ہے؟ پھر یہ بیٹی بھی تو عام بیٹیوں جیسی نہیں تھی، بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور غصہ میں قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کو خرچ نہیں دیں گے۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی اس قسم سے باز رکھنے کے لئے سفارش فرمائی، گویا مسطح کی سفارش کی کہ ان کا خرچ بند نہ کیا جائے۔ "ولا یأتل اولی الفضل منکم والسعة الخ" یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش ہیں، جو صاحب خیر ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں "ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله" کہ وہ اپنے قرابت والوں کو جو کہ فقیر ہیں اور مہاجر فی سبیل اللہ ہیں، ان پر خرچ نہیں کریں گے، اور ان کو آئندہ خرچ نہیں دیں گے۔ "ولیعفوا ولیصفحوا" یعنی ان کو چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر سے کام لیں۔ "الا تحبون ان یغفر الله لکم" یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے تو تم بھی ان لوگوں کو بخش دو اور درگزر سے کام لو، تم اللہ کے قصوروار ہو اور ان کی مغفرت کی امید رکھتے ہو تو لازم ہے کہ تم قصورواروں کو معاف کردو۔ "ان الله غفور الرحیم" بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

واقعی اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے، کیونکہ تمہارا مجرم کوئی ایک آدھ آدمی ہوگا اور اس کے مجرم بے شمار ہیں۔ تمہارا قصور کسی نے کوئی ایک آدھ کیا ہوگا، اس کے بندوں نے بے شمار جرم اور بے شمار قصور کئے ہیں، جب ان تمام جرائم کے باوجود اور ان تمام قصوروں کے باوجود بندے یہ توقع رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے، ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے تو اگر کسی نے تمہارا ایک آدھ قصور کردیا تو تم بھی معاف کردو۔

"ولا یأتل اولی الفضل منکم والسعة" یعنی تم میں سے جو صاحب فضیلت اور گنجائش والے ہیں، صاحب فضیلت اس شخص کو کہتے ہیں جس کو بڑائی حاصل ہوتی ہے، اور صاحب گنجائش وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی نسبت مال زیادہ عطا فرمایا۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صاحب فضیلت اور صاحب گنجائش فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت:

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں تقریباً پندرہ وجوہ سے، پندرہ دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل تھے، اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ان کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش کہ قصوروار کو معاف کردیا جائے:

اور اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جن کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک قصوروار کا قصور معاف کروانے کے لئے اور ایک مجرم کو درگزر کرنے

کے لئے سفارش فرمارہے ہیں' اور سفارش کا انداز بھی عجیب وغریب اختیار فرمایا کہ پہلے ان کی فضیلت بیان فرمائی اور پھر ان کی فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ ہاں' ہاں آپ جیسے آدمی کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہیے۔ گویا ان کو فرمایا کہ تم اتنے بڑے آدمی ہو' اور پھر اتنی چھوٹی بات پر قسم کھاتے ہو؟ نہیں' ایسا نہیں کرنا چاہیے' بلکہ: "ولیعفوا ولیصفحوا" معاف کرو اور درگزر سے کام لو' اور پھر آخری بات فرمادی: "الا تحبون ان یغفر اللہ لکم" کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے؟ ظاہر ہے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں' جب تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتے ہو تو خود بھی لوگوں کے ساتھ بخشش کا معاملہ کرو۔

بخشش چاہتے ہو تو دوسروں کو معاف کردو:

میں نے یہ جو قصہ ذکر کیا ہے' اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے' میرا مدعا صرف اتنا ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں' ٹھیک ہے بھائی! ہم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا بھی کسی نے کوئی قصور کیا ہوگا' کیا ہم نے اس کو معاف کردیا؟ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے کے لئے لازم ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے لئے اپنے تمام قصورواروں کو معاف کردیں۔ آج کے دن تک اور آج کی رات تک ہمارا جس شخص نے جو بھی قصور کیا ہو' ہمیں صدمہ پہنچایا ہو' ہمیں رنج پہنچایا ہو' کوئی نازیبا حرکت اس نے کی ہو' سب کو معاف کردیں' اور ہم اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہماری طرف سے سب کو تمام قصور معاف ہیں' کیوں؟ اس لئے کہ خود ہماری معافی کا مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش ہے' ہم معاف کردیں گے تو ہمارے لئے بھی معافی کا حکم ہوجائے گا' جب ہم سب کو معاف کرکے بارگاہ الٰہی میں معافی طلب کرنے کے لئے آئیں گے تو انشاء اللہ ہمیں بھی معافی کا پروانہ مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے:

"الرحمن یرحمھم الرحمن"

"رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے۔"

"ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"

"تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا" (مشکوٰۃ:۴۲۳)

تو ایک گزارش تو میری یہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے ساتھ' اپنے ہمسایوں کے ساتھ' اپنے تعلق والوں کے ساتھ' ہماری کوئی نہ کوئی لڑائی چلتی رہتی ہے' کون آدمی ہے جس کی کسی کے ساتھ لڑائی نہ ہو؟ بندہ' بندہ ہے' کمزور ہے' کبھی کسی کی حالت سے رنج ہوتا ہے' کبھی کسی کی بات سے آدمی کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے' اور بعض لوگ تو رنجیدہ ہوکر قسم کھالیا کرتے ہیں کہ میں تو بالکل معاف نہیں کروں گا۔ اچھا بھائی! تم معاف نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا یہ چاہوگے کہ اللہ تعالیٰ بھی قسم کھالیں کہ وہ بھی تمہیں معاف نہیں کریں گے؟ نہیں! ہم تو کمزور بندے ہیں' ہم تو یہ چاہیں گے کہ اللہ کریم ہمیں معاف کردیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کردیں تو خود سوچو کہ پھر ہمیں ایسی قسم کھانے کا کیا حق ہے؟ اور اس کا کیا جواز ہے؟

شب قدر کی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا مانگوں؟ فرمایا کہ اللہ رب العزت سے یہ کہنا:

"اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی"

ترجمہ: "یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں' یا اللہ! مجھے بھی معاف کردیجئے۔" (مشکوٰۃ:۱۸۲)

یہ تو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ یہ تو معلوم نہیں کہ آج کی رات ہی "شب قدر" ہے یا کوئی اور رات شب قدر ہے۔ بہرحال وہ ہم پر گزرے گی اور رحمتیں وبرکتیں بکھیر کر جائے گی۔ ہمیں پتہ چلے یا نہ چلے۔ ہمیں پتہ ہونا ضروری نہیں۔ پتہ چلے گا اس دن' جس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہم پر اس شب مبارک کی وجہ سے انعامات ہوں گے۔ بہرحال اس شب قدر کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلقین فرمائی: "اللھم انک عفو" یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں۔ "تحب العفو" آپ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ مخلوق انتقام لینا چاہتی ہے اور انتقام کو پسند کرتی ہے' لیکن یا اللہ! آپ انتقام لینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ "فاعف عنی" پس مجھے بھی معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے' حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ: "تخلقوا باخلاق اللہ" اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔ اگر ہم اللہ سے معافی کے طالب ہیں تو لازم ہے کہ ہم بھی تمام لوگوں کو معاف کردیں۔ آج سے لوگوں کے تمام کھاتے بے باق کردیں۔

(جاری ہے)

مولانا امام الدین قریشی کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مظفر گڑھ کے مبلغ حضرت مولانا امام الدین قریشی ۲/رمضان المبارک کو بہاولپور کے وکٹوریہ ہسپتال میں عارضہ قلب کے باعث وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا امام الدین قریشی مرحوم لودھراں کے نواحی علاقہ شاہنال کے رہائشی تھے۔ ابتدائی تعلیم قصبہ شہری گوگڑاں ضلع لودھراں میں حاصل کی۔ ملتان کے قدیم مدرسہ جامعہ عبیدیہ قدیر آباد میں تعلیم مکمل کی۔ دنیاپور کے قریب ایک گاؤں میں امامت و خطابت کے فرائض ایک عرصہ تک سرانجام دیئے۔ بعد ازاں اسلامی مشن بہاولپور میں عرصہ تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی زمانہ میں خطیب اسلام مولانا عبدالشکور دین پوری مرحوم سے مراسم قائم ہوئے تو کچھ عرصہ مجلس حقوق اہل سنت سے وابستہ رہے۔ تقریباً گزشتہ بیس سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ تھے۔ ڈیرہ غازی خان' مظفر گڑھ اور لیہ میں مجلس کے مبلغ رہے۔ اس پورے دور میں آپ کا ہیڈ کوارٹر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مدرسہ دارالہدیٰ چوک پرمٹ رہا۔ آپ انتھک محنتی' جفاکش اور باہمت تھے۔ دور دراز دیہاتوں میں سائیکل پر سفر کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینا آپ کا معمول تھا' مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جو کام آپ کے ذمہ لگتا اسے آپ بخیر وخوبی انجام دینے کے لئے جان جوکھوں میں ڈال کر قابل رشک مثال قائم کرتے۔

قدرت نے آپ کو بہت سادہ طبیعت عطا فرمائی تھی۔ وہ دوستوں کے دوست تھے' ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے' جس مجلس میں آپ ہوتے اس میں دوستوں کی دل لگی کا باعث ہوتے' خود بھی باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے اور حاضرین کو بھی سدا بہار بنا دیتے تھے۔ قدرت نے آپ کو بلا کا گلا عطا فرمایا تھا۔ جہیر الصوت واحسن الصوت تھے' قرآن مجید کی تلاوت اور تقریر ترنم سے کرتے تو دیہاتی عوام کے دل موہ لیتے' اردو اور سرائیکی کے اچھے

مولانا اللہ وسایا

واعظ تھے۔ جہاں جلسہ یا کانفرنس ہوتی وہاں تلاوت' نظم ونعت اور تقریر سے تھوڑی دیر میں جم غفیر جمع کر لیتے' دور دراز کے علاقوں میں جہاں دشوار گزار سفر ہوتا وہاں آپ کے نام کا قرعہ پڑتا تو دل و جان سے تیار ہو جاتے۔ سندھ اور سرگودھا کے علاقوں میں آپ کی بارہا تشکیل ہوئی' جہاں گئے کامیاب لوٹے' چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے دعوتی پروگراموں پر نکلتے تو گردونواح کے دیہاتوں میں دھوم مچا دیتے۔ ہمیشہ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں آپ کا ابتدائی بیان ہوتا تھا۔ بہت ہی خوش الحان مقرر تھے۔ عام فہم اور سادہ گفتگو کرتے۔ اشعار سے تقریروں میں ایک سماں باندھ دیتے تھے' دو دن لگاتار جلسہ جاری رہتا تب بھی رات گئے تک اسٹیج پر براجمان رہتے۔ مقرر کو داد دینے اور جہیر الصوت ہونے کے باعث نعرے لگوانے میں بہت سخی طبیعت واقع ہوئے تھے۔ قرآن مجید کی روزانہ تلاوت آپ کا معمول تھا' اپنی تمام اولاد کو دینی تعلیم دلانے کے حریص تھے' اپنی دو صاحبزادیوں کو حافظہ و عالمہ کا کورس کرایا۔ مولانا مرحوم بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے' عرصہ سے حج کی خواہش پیدا تھی' اس سال حج کے لئے درخواست جمع کرائی' قرعہ اندازی میں آپ کا نام نکل آیا' بہت خوش تھے' گویا برسوں کی خواہش پوری ہوتی دیکھ کر سراپا تیار بن گئے تھے' لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا' بجائے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے رب البیت کے حضور حاضر ہو گئے اور دل کی بے قراری کو قرار آ گیا کا مصداق ہو گئے۔ مولانا مرحوم شوگر کے عارضہ میں مبتلا تھے' لیکن انہوں نے بیماری کو اپنے اوپر مسلط نہیں کیا' معمولی ادویات کے استعمال پر اکتفا کرتے' زیادہ پرہیز کے بھی خوگر نہ تھے۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے واپسی پر ملتان دفتر تشریف لائے۔ ایک دو روز قیام کیا' پھر گھر اور وہاں سے مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ چلے گئے۔ طبیعت ناساز ہوئی' ملتان دفتر آ گئے' علاج ہوتا رہا' مجلس قائم رہی' صبح و شام کے معمولات جاری رہے' ایک آدھ دن کے لئے ملتان میں ہی اپنے صاحبزادے کے ہاں چلے گئے۔ گھر سے اہلیہ کو بلا لیا' پھر واپس دفتر آ گئے' علاج جاری رہا' رمضان المبارک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ پچاس سالوں سے جامع مسجد الصادق بہاولپور میں پہلے پندرہ دن مختلف مجلس کے اکابرو مبلغین حضرات کے فجر کی نماز کے بعد درس ہوتے ہیں۔ امسال ابتدائی درس آپ کے تھے' وہاں جانے کے لئے تیار ہو گئے' حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ' مرکزی ناظم اعلیٰ نے روکا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے' آپ نہ جائیں' ہم متبادل انتظام کرتے ہیں' لیکن بڑے اصرار سے یہ کہہ کر اجازت حاصل کی کہ میری طبیعت ٹھیک ہے' بہاولپور میں تعارف ہے' مولانا محمد اسحٰق

باقی صفحہ 18 پر

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعودؒ قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

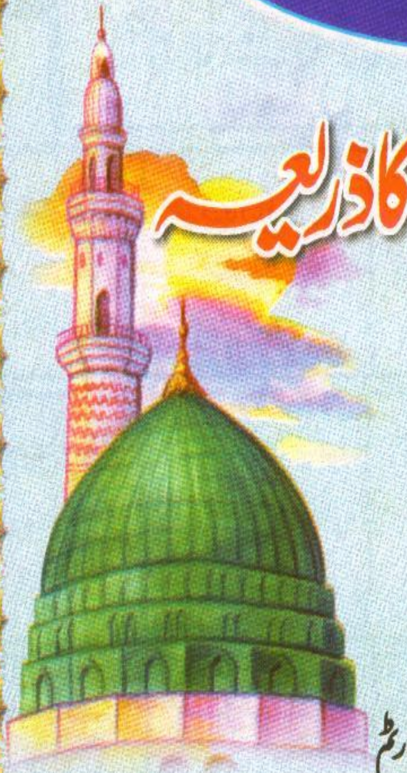

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ